ذرائع ابلاغ اور اُردو زبان: منتخب اُردو نیوز چینلز کے تحریری مواد (شہ سُرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ

مقالہ برائے ایم۔ فل (اُردو)

مقالہ نگار:

سیدہ فصیحہ شیرازی

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اپریل ۲۰۲۲ء

ذرائع ابلاغ اور اُردو زبان: منتخب اُردو نیوز چینلز کے تحریری مواد (شہ سُرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ

یہ مقالہ

ایم ۔فل (اردو)

کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا۔

فیکلٹی آف لینگویجز

(اردو زبان وادب)

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اپریل ۲۰۲۲ء

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان : ذرائع ابلاغ اور اُردو زبان :منتخب اُردو نیوز چینلز کے تحریری مواد (شہ سُرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ

پیش کار: سیدہ فصیحہ شیرازی رجسٹریشن نمبر:1725/M/U/S19

ماسٹر آف فلاسفی

شعبہ: شعبہ اردو زبان و ادب:

ڈاکٹر عابد حسین سیال ______________

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی ______________

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز

پروفیسر ڈاکٹر عامر اعجاز ______________

پرو ریکٹر اکیڈمکس

تاریخ: ______________

اقرار نامہ

میں،سیدہ فصیحہ شیرازی حلفیہ بیان کرتی ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد کے ایم۔فل (اردو) اسکالر کی حیثیت سے ڈاکٹرعابد حسین سیال کی نگرانی میں مکمل کیاہے۔میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہےاور نہ آیندہ کروں گی۔

سیدہ فصیحہ شیرازی

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد

اپریل۲۰۲۲ء

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم	i
اقرار نامہ	ii
فہرست ابواب	iii
Abstract	vii
اظہارِ تشکر	viii
باب اول: تعارف و بنیادی مباحث	1
الف۔ تمہید	1
• موضوع کا تعارف	1
• بیان مسئلہ	1
• مقاصد تحقیق	2
• تحقیقی سوالات	2
• نظری دائرہ کار	2
• تحقیقی طریقہ کار	3
• مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	4
• تحدید	4
• پس منظری مطالعہ	5
• تحقیق کی اہمیت	5
ب۔ ذرائع ابلاغ اور اردو زبان	6
• اردو کی صحافتی تاریخ	6
• اردو اور ذرائع ابلاغ	14

- صحافتی زبان کے لسانی اصول 16

ج۔ پاکستان میں اردو ذرائع ابلاغ 20

- پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا۔ سوشل میڈیا 20
- صحافتی ادارے :یونینز، پریس کلبز 25

حوالہ جات 28

باب دوم: منتخب نیوز چینلز کے ہاں حصولِ مقبولیت کے مثبت حربے :اردو زبان کے تناظر میں 29

- ادبی تناظر 29
- اشعار کا استعمال 30
- تشبیہ و استعارات کا استعمال 31
- قوافی کا استعمال 34
- زبان کی چاشنی 36
- محاورات 41
- ضرب الامثال 42
- ماحصل 47

حوالہ جات 48

باب سوم: منتخب نیوز چینلز کے تحریری مواد کی اغلاط کا لسانی مطالعہ 49

الف: قواعد کی اغلاط 50

- املاء 50
- ہجا 51
- صرف نحو 62

64 ب:لسانیات کی اغلاط
64 • کوڈ مکسنگ
70 • غلط العوام
75 • سلینگ الفاظ
82 • ماحصل
83 حوالہ جات
85 باب چہارم: نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کے تدارک کی صورتیں
85 الف :نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات
85 • اولیت کی دوڑ
86 • ریٹنگ کا حصول
87 • اردو زبان کے قواعد و ضوابط سے نا آشنائی
88 • پیشہ ور اور تربیت یافتہ افرادی قوت کی کمی
89 • ٹائپنگ کے مسائل
90 ب :نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کے تدارک کی صورتیں
90 • پیشہ ورانہ تربیتی سرگرمیاں
90 • زبان کی درستی اولین ترجیح
91 • اردو زبان کے اصول و قواعد سے روشناسی
91 • پرکشش معاوضہ پر بھرتیاں
92 • پیمرا کا کردار

• ٹائپنگ کے مسائل 93

باب پنجم: مجموعی جائزہ، نتائج و سفارشات 95

الف: مجموعی جائزہ 95

ب: نتائج 99

ج: سفارشات 99

کتابیات 101

ضمیمہ جات i

ABSTRACT

Title: Media and Urdu Language: Linguistic Study of Selected Urdu News Channels (Headlines, Tickers, And Breaking Boxes)

Just as the media influences public opinion, so does the manner of public discourse. The language of the media in Pakistan is Urdu, It is essential to review the Urdu broadcast on the media and analyze how the effects are taking place on public discourse. For this purpose, the written material of the media was studied. While the positive aspects of the promotion of the Urdu language, such as the use of eloquence and the use of various language tactics, came to the fore; meanwhile spelling errors, code-mixing and recurrence of common misconceptions were also noticed. The causes of these errors were discovered and ways to rectify them were presented.

اظہارِ تشکر

صد شکر اس ذات باری تعالی کا جو تمام جہانوں کی ربوبیت کی واحد مختار ہے جس کی رحمت کے سبب میرا یہ تحقیقی مقالہ مکمل ہوا میں اپنے والدین کی انتھک کوششوں اور اپنے اساتذہ کرام کی قدم بہ قدم رہنمائی پر ان کی تہہ دل سے شکرگزار ہوں ۔ شکریہ ان تمام رشتہ داروں اور احباب کا جنھوں نے اس مقالے کی تیاری کے مختلف مراحل میں اپنی بے لوث خدمات سے نوازا۔

سیدہ فصیحہ شیرازی

باب اول:

موضوع کا تعارف اور بنیادی مباحث

الف۔ تمہید

ا۔ موضوع کا تعارف:

عوامی زبان پر میڈیا کی زبان کے بالواسطہ اثرات مرتب ہوتے ہیں اور عوام معیاری زبان کی رہنمائی کے لیے میڈیا کی جانب دیکھتے ہیں دورِ حاضر میں ماں کی گود کی بجائے بچے کی پہلی درس گاہ ٹی وی اور ٹیبلٹ بن گئی ہیں معاشرے کا ہر فرد کسی نہ کسی صورت میں کم یا ذیادہ ذرائع ابلاغ خصوصا الیکٹرانک میڈیا کا ناظر یا سامع ہے اسی تناظر میں زبان کی ترویج و اشاعت اور اس کے معیارات کے استحکام میں ذرائع ابلاغ کا کردار مسلم سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ پاکستان میں اُردو میڈیا پر قاعدے سے ہٹی ہوئی زبان کی تکرار جہاں میڈیا کے پیشہ ورانہ معیار کو داغ دار کرنے کا باعث ہے وہیں اس کے زیرِ اثر پورے معاشرے کی غلط لسانی تربیت بھی لمحہ فکریہ ہے۔لہذا اُردو دان طبقے پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف ان اغلاط کی نشاندہی کریں بلکہ ان اغلاط کی درستی کے لیئے عملی اقدامات کریں۔اسی ضمن میں زیر نظر مقالہ ترتیب دیا گیاہے، اردو نیوز چینلز ("جیو نیوز"، "ہم نیوز" "سچ نیوز") پر نشر کیے جانے والے تحریری مواد (شہ سرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ ۔اس مقالے میں مندرجہ بالا نیوز چینلز کی آفیشل اکاؤنٹس پر فروری ۲۰۲۱ تا جولائی ۲۰۲۱ کے دوران نشر کیے جانے والے تحریر مواد کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ بیان مسئلہ:

پاکستان میں انگریزی کے لسانی حلقوں میں یہ بات معروف ہے کہ انگریزی سیکھنے کے لیے "ڈان اخبار "کا مطالعہ کیا جائے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ میڈیا سماجی سطح پر زبان کی معیار بندی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح صحافتی ذرائع ابلاغ مثلا اخبار اور ٹیلی وژن پر استعمال کی جانے والی اردو بھی سند کا درجہ رکھتی ہے مگر بد قسمتی سے اردو میڈیا نہ صرف اردوزبان کی معیار بندی سے قاصر ہے بلکہ املاء اور تلفظ کی غلطیاں سر عام کی جاتی ہیں۔

لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ ان اغلاط کی نشاندہی کی جائے۔ ضروری ہے کہ ان ذرائع سے عوام تک پہنچنے والی اردو کا لسانی مطالعہ کیا جائے اور دیکھا جائے کہ کس حد تک مستند اور درست ہے۔ اس مقصد کے لیے پاکستان کے تین بڑے نیوز چینلز پر چلنے والے تحریری مواد کا تنقیدی جائزہ لیا گیاہے اور املاء، ہجا، کوڈ مکسنگ، غلط العوام، صرف و نحو کے تناظر میں لسانی مطالعہ پیش کیا گیاہے۔

۳۔ مقاصد تحقیق:

زیر نظر مقالے میں درج ذیل تحقیقی مقاصد پیش نظر رہے ہیں:

۱. صحافتی زبان کے لسانی اصولوں سے آگاہی حاصل کی جائے۔
۲. پاکستانی اردو نیوز چینلز کے تحریری مواد کا لسانی مطالعہ کیا جائے۔
۳. نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کے تدارک کی راہیں تلاش کی جائیں۔

۴۔ تحقیقی سوالات:

مجوزہ تحقیق میں درج ذیل سوالات مدنظر رکھے گئے ہیں۔

۱. صحافتی زبان میں لسانی اصولوں پر سمجھوتے کی کیا گنجائشیں ہیں؟
۲. نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی نوعیت اور تناسب کیا ہے؟
۳. نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کے تدارک کے لیے کیا اقدامات کیئے جا سکتے ہیں؟

۵۔ نظری دائرہ کار:

اس مقالے میں زیر تحقیق مواد کے جائزے کے لئے مواد کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیاہے جن میں زبان کے استعمال کے ذریعے حصولِ مقبولیت کے مثبت حربے، اغلاط کا لسانی مطالعہ اور لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کے تدارک کی صورتیں شامل ہیں۔

حصولِ مقبولیت کے مثبت حربوں کو دو حوالوں سے پر کھا گیا ہے جس میں پہلا حوالہ ادبی اور دوسرا لسانی ہے۔اغلاط کے لسانی مطالعے کے لیے مواد کو دو حوالوں سے جانچا گیا ہے جس میں قواعد کی اغلاط اور لسانیات کی اغلاط شامل ہیں۔ قواعد کی اغلاط کے ضمن میں املا، ہجا اور صرف و نحو کی اغلاط کو دیکھا گیا اور رشید حسن خان کے اس قول کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے کہ:"اردو رسم الخط کے مطابق، لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔"

لسانیات کی اغلاط کے ضمن میں کوڈ مکسنگ، محاورات اور غلط العوام اور سلینگ کو دیکھا گیا ہے۔ کوڈ مکسنگ کے تجزیے کے لیے ماہرِ اردو لسانیات ساحر لکھنوی کے افکار سے استفادہ کیا گیا ہے جس کے مطابق "بعض الفاظ اپنی اصل زبان سے دوسری زبانوں تک پہنچ کر اس کا حصہ بن جاتے ہیں، ہم اسے الفاظ کی ہجرت کہتے ہیں۔" اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک عمرانی عمل ہے جو از خود وقوع پذیر ہوتا ہے، مگر زبردستی ایک زبان میں دوسری زبان کے الفاظ استعمال کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے بلکہ سامعین کے لیے سمع خراشی کا بھی سبب بنتا ہے۔"

سلینگ کا جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے افکار اور ان کی مرتب کردہ سلینگ لغت پیشِ نظر رہی ہے۔

۶۔ تحقیقی طریقہ کار:

زیرِ نظر مقالہ "منتخب اُردو نیوز چینلز کے تحریری مواد (شہ سُرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ" تحریری مواد کا لسانی مطالعہ ہے لہذا اس تحقیق کے لیئے دستاویزی (Archival) طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔بنیادی ماخذات سے متن کے حصول کے بعد اُس پر دستاویزی حربوں (Archival Tools) کا حسبِ ضرورت اطلاق کیا گیا ہے۔

لسانی مطالعہ کے لیئے متن کا حصول منتخب نیوز چینلز کے اردو ٹوئٹر اکاونٹ، فیس بک اور یو ٹیوب چینلز کے ذریعے کیا گیا ہے۔ جہاں سے گزشتہ چھ ماہ کی مدت میں نشر ہونے والے تحریری مواد کو زیرِ تحقیق لایا گیا ہے۔تحریری مواد کے لسانی مطالعے اور تجزیے کے لیئے درج ذیل دستاویزی حربے (Archival Tools) حسبِ ضرورت استعمال کیے گئے ہیں۔

- معنوی تناظر میں تجزیہ (Content Analysis)
- موضوعاتی تناظر میں تجزیہ(Thematic Analysis)
- معاشرتی تناظر میں تجزیہ(Discourse Analysis)

علاوہ ازیں پانچ سوالات پر مشتمل ایک سوال نامہ بھی منسلک کیا گیاہے جو کہ چار منفرد شعبہ ہائے زندگی سے منسلک افراد سے حل کروایا گیا ہے۔

i. صحافی

ii. اساتذہ

iii. .عوام

iv. طالب علم

۷۔ مجوزہ موضوع پر ماقبل تحقیق:

اس سے قبل اس موضوع پر جامعاتی سطح کا کوئی کام نہیں کیا گیا، البتہ انفرادی طور پر چند مضامین لکھے گئے ہیں جن میں "ڈاکٹر عابد حسین" کا مضمون "اصلا ح تلفظ" ، ڈان نیوز پہ شائع ہونے والا مضمون "میڈیا میں اردو زبان کا غلط استعمال" ، اردو لنکس پر شائع ہونے والا مضمون "ذرائع ابلاغ کا اردو زبان کی ترقی میں کردار" اور علی عمران جونیئر ویب سائٹ پر شائع ہونے والا مضمون "میڈیا پر اردو کا جنازہ" شامل ہیں۔

۸۔ تحدید:

زیرِ تحقیق متن کا انتخاب اُردو نیوز چینلز پر نشر ہونے والے تحریری مواد کی بنیاد پر کیا گیا ہے جس میں شہ سُرخیاں، ٹکرز اور بریکنگ باکسز شامل ہیں زیر نظر مقالے کے لیئے جن نیوز چینلز کا انتخاب کیا گیا ہے ان میں" جیو نیوز " ،" ہم نیوز:،" سچ نیوز" شامل ہیں ۔"جیو نیوز " کے انتخاب کی وجہ پاکستانی الیکٹرانک میڈیا میں اس کی مقبولیت اوربطور نیوز چینل اس کا Trend) Setter(ہونا ہے ، جیو نیوز پاکستان کا صفِ اول کا نیوز چینل اور اس کے علاوہ عوامی و سماجی حلقوں

مین انتہائی مقبول ہے ، ہم نیوز کے انتخاب کی وجہ اس ادارے کی اپنے اسٹاف کے حوالے سے پالیسی ہے، اس ادارے کے اسٹاف کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل ہے اور اس امر کا خیال بھرتی کے وقت رکھا گیا ہے ،ہم نیوز چونکہ ایک نیا چینل ہے اور اس کی تکنیک اور خبروں کے انداز میں دیگر اداروں کی نسبت جدت شامل ہے جب کہ اس کے علاوہ ہم نیٹ ورک اس سے قبل پاکستان کی ڈرامہ انڈسٹری میں اپنا نمایاں مقام بنا چکا ہے ،سچ نیوز گزشتہ تقریا ایک دہائی سے پاکستان میں اپنی نشریات جاری رکھے ہوئے ہے ، سچ نیوز کی صحافت مروجہ انداز سے ہٹ کر ہے، اس کے علاوہ سچ نیوز کی پیشکش کا نداز بھی انفرادیت رکھتاہے، جب کہ یہ ان دو تین چینلز مین شامل ہے جن کا ہیڈ آفس وفاقی دارلحکومت اسلام آباد میں ہے۔

۹۔ پس منظری مطالعہ:

پس منظری مطالعہ کے طورپر قواعدِ اردو زبان اور اردو گرائمر کے حوالےسے تحریر کی گئ کتب جن میں مولوی عبدالحق کی کتاب" قواعدِ اردو ،"ابواللیث صدیقی کی کتاب" ہندوستانی گرائمر "گیان چند جین کی کتاب" لسانی مطالعے" وحید الدین سلیم کی کتاب" وضعِ اصطلاحات " ڈاکٹرفرمان فتح پوری کی کتاب"اردواملاءاوررسم الخط "منیر لکھنوی کی کتاب" غلط العوام اورمتروک الکلام" کو زیر مطالعہ لایا گیا ہے۔ ذرائع ابلاغ اور اردو زبان حوالے سے لکھے گئے تنقیدی مواد کو بھی پس منظری مطالعہ کے طور پرپیش نظر رکھا گیا ہے اسکے علاوہ اردوانگریزی لغات اور ادبی اصطلاحات کی کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے منتخب نیوز چینلز پر تحریر کیے گئے مضامین، تبصروں اورتجزیوں کوبھی شامل مطالعہ کیاگیاہے۔

۱۰۔ تحقیق کی اہمیت:

موجودہ دور میں جہاں دیگر شعبہ ہائے زندگی نے ترقی کی منازل طے کیں وہیں ذرائع ابلاغ بھی پتھر کی چھپائی سے چلتاہواالیکٹرانک میڈیاتک آن پہنچا۔کسی بھی ملک میں ابلاغ کامؤثر اظہار،رائج نمائندہ زبان سے وابستہ ہوتا ہے چنانچہ پاکستان میں خبروں کی ترسیل کے لیے اردوزبان کو وسیلہ اظہار بنایا جاتا ہے اس ابلاغی عمل سے شعوری وغیر شعوری طورپر زبان متاثرہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔الیکٹرانک میڈیا کی آمدنے پرائیویٹ

نیوز چینلز کی راہیں ہموار کیں تو نتیجتاً مقدار کے اضافے نے معیار کو متاثر کیا جس میں بریکنگ نیوز اور اولیت کی دوڑ نے زبان کی صحت کو نقصان پہنچایا۔ مگر جہاں نیوز چینلز پر قواعد اور لسانیات کی متعدد اغلاط نظر آتی ہیں وہیں حصول مقبولیت کے مثبت حربوں کا استعمال زبان کی وسعت کا باعث بنتا نظر آتا ہے۔ اسی تناظر کے ضمن میں پیش کردہ مقالے میں پاکستان کے منتخب اردو چینلز ("جیو نیوز"، "ہم نیوز" "سچ نیوز") پر نشر کیے جانے والے تحریری مواد (شہ سرخیاں، ٹکرز، بریکنگ باکس) کا لسانی مطالعہ کیا گیا ہے۔

ب۔ ذرائع ابلاغ اور اردو زبان:

ا۔ اردو کی صحافتی تاریخ:

- صحافت:

آزاد دائرۃ المعارف کے مطابق

"کسی بھی معاملے کے بارے میں تحقیق اور پھر اسے صوتی، بصری یا تحریری شکل میں بڑے پیمانے پر قارئین، ناظرین یا سامعین تک پہنچانے کے عمل کا نام ہے۔" [۳]

صحافت عربی لفظ صحیفے سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کتاب یا رکھا ہوا صحیفہ۔

عبدالسلام خورشید کہتے ہیں:

"صحیفے سے مراد ایسا مطبوعہ مواد ہے جو مقررہ وقفے کے بعد شائع ہوتا ہے، چنانچہ تمام اخبارات و رسائل صحیفے ہیں اور جو لوگ اس کی ترتیب و تحسین اور تحریر سے وابستہ ہیں انہیں صحافی کہا جاتا ہے اور ان کے پیشے کو صحافت کا نام دیا گیا ہے۔" [۴]

B.N AHUJA کے مطابق:

"Journalism is that part of Social activity which is concerned with the discemiination of news and views about Society."[5]

صحافت سماجی سرگرمی کا وہ عمل ہے جس کا تعلق سماج سے وابستہ خبروں اور تبصروں کی وسعت سے ہے۔

- ## صحافت کا آغاز و ارتقاء:

صحافت ایک فن ہے خبروں کی ترسیل کا ، غور کیا جائے تو یہ عمل انسان کے دُنیا میں آنے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ پہلا انسان جو دنیا میں آیا (حضرت آدم اللہ کے نبی تھے) اور وہ خدا کی جانب سے (پیغام) خبریں لے کرآیا۔ جوں جوں زمین پر انسانوں کی تعداد بڑھتی گئی توں توں پیغام رسانی اور خبر گیری ،خبررسانی کی ضرورت بھی بڑھتی چلی گئی۔ جب روشنائی ، کاغذ، پریس کچھ بھی نہ تھا تب بھی لوگوں کو حالاتِ حاضرہ ار سرکاری احکامات سے با خبر رکھا جاتا تھا جس کے لیے مذہبی مقامات کے صدر دروازوں پر اہم خبریں اور احکامات کندہ کرا دیے جاتے تھے۔ بعد ازاں تربیت یافتہ کبوتروں کے ذریعے خبر رسانی کا سلسلہ بھی رائج رہا اور پھر جب کاغذ قلم ایجاد ہوا تو قلمی اخبارات کا دور شروع ہوا۔ قلمی اخبار کا باقاعدہ آغاز تو مشرق ہی سے ہوا مگر یورپ میں ۱۵۷ قبل مسیح رومن راج میں (Acta Diu RNA) نامی قلمی خبر نامے کا حوالہ ملتاہے۔جبکہ طباعت اور اخبار کی ابتداء کے نقوش چین سے ملتے ہیں ۔

پہلا اخبار:

دنیا کا پہلا اخبار ہزار سال قبل چین سے جاری ہوا اجس کا نام(تی پاؤ) (محل کی خبریں) تھا۔ پہلا مطبوعہ اخبار ۱۶۰۹ء میں جرمنی میں جاری کیا گیا۔پہلا باضابطہ اخبار انگریزی زبان میں سن 1620 میں "Weekly News "کے نام سے شائع ہوا ۔ اس کے بعد فرانس سے گزٹ دی فرانس" "Gazetta de France جاری ہوا۔ امریکہ کا پہلا اخبار "Public Occurance "تھا جو کہ سن 1690 میں ہوسٹن سے جاری ہوا۔ ہندوستان کا پہلا مطبوعہ اخبار سن1770 میں جاری ہونے والے" Calcutta General Advertiser"یا" Bengal gazzate " کو گردانا جاتا ہے تاہم اردو کا پہلا اخبار" جام جہاں نما 27 مارچ 1822 کو کلکتہ سے نکلا۔

اُردو کی صحافتی تاریخ:

برصغیر پاک و ہند میں اُردو کی ابتدائی صحافت کا آغازمغلیہ عہدسلطنت میں ہوا۔ جس کی بنیاد شاہی وقائع نگاری کو قرار دیا جا سکتاہے۔ سلطنت میں ہر طرف شاہی وقائع نگار اور خبار

نویس مقرر رہتے تھے۔ جو سیاسی ، معاشرتی، تجارتی، معاشی اور ذرعی خبروں پر مشتمل خبرنامے مرتب کر کے مسلسل شہنشاہ کے نام بھیجتے رہتے تھے۔ ان خبرناموں کو اخبار کہا جاتا تھا۔ ان میں سے اہم اخبارات دربار میں پڑھے جاتے تھے۔ شکایات کے ازالے کے لیے وہیں احکامات جاری کیے جاتے اور متعلقہ فرمانرواؤں تک پہنچا دیئے جاتے ۔

اس عہد کے اخبارات کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱. قلعہ معلیٰ کے وقائع نگار

۲. شاہی روزنامچے

۳. اخبار ڈیوڑھی

اگر کہا جائے کہ اردو صحافت کی رفتار مہمیز کرنے کا سہرا ایسٹ انڈیا کمپنی کے سر جاتا ہے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ کمپنی نے ذاتی مفاد کی خاطر ہی سہی اردو زبان کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ سن 1830 میں فارسی کی جگہ اردو کو باقاعدہ طور پرسرکاری زبان کا درجہ دیا گیا جس سے اردو زبان و ادب کے ساتھ ساتھ صحافت کو بھی ترقی ملی۔ اردو صحافت کی ترقی کا دوسرا سنگ میل 1835میں سر چارلس مٹکاف کا پریس ایکٹ تھا جس نے عمومی صحافت کو مختلف پابندیوں سے آزاد کر دیا نیتجے میں علاقائی زبانوں کے کئی اخبار نکلنے لگے جن میں اردو زبان سرِفہرست تھی۔اس دور میں لیتھو چھپائی (پتھر کی چھپائی) کا آغاز بھی اردو اخبارات کے فروغ کا سبب بنا جو کہ ٹائپ کے مقابلے میں سستا اور خوشنما تھا۔انگریز حکومت مغربی علوم کی اشاعت چاہتی تھی اس مقصد کے لیے بھی صحافت کو ذریعہ بنایا گیا۔ کئی اخباروں کی مالی سرپرستی بھی کئی گئی۔

مندرجہ بالا عوامل اس عہد میں اُردو صحافت کی ترقی میں سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں انہی کے تناظر میں ایک طائرانہ نگاہ اس دور کے اخبارات پر ڈال لیتے ہیں۔

نجی قلمی اخبارات:

سلطنت مغلیہ کے زوال اور برطانوی راج آنے کے بعد شاہی اخبارات کی جگہ نجی قلمی

اخبارات نے لے لی اور قریباً ۱۸۵۷ء تک یہ اخبارات مطبوعہ اخبارات کے دوش بدوش چلتے رہے۔

مطبوعہ اخبارات:

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ۱۸۲۲ء میں کلکتے سے جاری ہونے والا جامِ جہاں نما فارسی کا پہلا اخبار تھا اور اُردو زبان کا پہلا اخبار مولوی باقر نے دہلی اردو اخبار کے نام سے نکالا مگر تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ اردو زبان کا پہلا مطبوعہ اخبار جامِ جہاں نما ہے۔

جامِ جہاں نما:

اُردو کا پہلا مطبوعہ اخبار ۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء سے لے کر قریباً ۱۸۲۸ء تک مختلف صورتوں میں جاری رہا۔ اس اخبار میں خبروں کے علاوہ شعر وادب اور تواریخ کے تراجم بھی شائع ہوتے رہے۔

دہلی اردو اخبار:

دہلی اردو اخبار ہفت روزہ تھا اس کے مالک اور ایڈیٹر مولانا محمد حسین آزاد کے والد مولوی محمد باقر تھے۔ اس اخبار میں مستقلاً دو عناوین: 'حضورِ والا' کے تحت شاہی روزنامچے اور' صاحب کلاں حضورِ والا' کے تحت حکومتی سرگرمیوں کی روداد قلم بند کی جاتی تھی۔

یہ اخبار ۱۸۳۷ء سے لے کر ۱۸۵۷ء تک جاری رہا ۔

مظہر الحق:

یہ اخبار مذہبی اخبار تھا۔ جو شیعہ فرقے کی ترجمانی کرتا تھا۔ اس اخبار کو بھی مولوی محمد باقر نے جاری کیا اور یہ ۱۸۴۳ء تا ۱۸۴۸ء تک جاری رہا۔

سید الاخبار:

اس اخبار کو سر سیّد احمد خاں کے بھائی سیّد محمد خان نے جاری کیا۔ اس اخبار میں قانونی مسائل پر مبنی مضامین بالخصوص شامل کیے جاتے تھے۔ یہ اخبار ۱۸۳۷ء تا ۱۸۵۰ء جاری رہا۔

صادق الاخبار:

صادق الاخبار کے نام سے دہلی سے چار اخبار جاری ہوئے ۔ دلچسپ امر یہ رہا کہ ایک ہی وقت میں اس نام کے دو اخبارات شائع ہوتے تھے۔ ایک وہ جو پہلے فارسی ،بعد میں اردو زبان میں تبدیل ہو گیا۔ دوسرا ۱۸۵۳ء میں جاری ہوا۔ اس کے مہتمم مصطفیٰ خان تھے۔ اسی نام کے جو اخبارات بعد میں نکلے اُن میں ایک ۱۸۵۴ء میں جمیل الدین خان نے نکالا ، دوسرا شیخ خدا بخش نے جاری کیا۔

گل رعنا / کریم الاخبار:

یہ اخبار ممتاز عالم اور ادیب مولوی کریم الدین نے ۱۸۴۵ء میں جاری کیاجو کہ دو تین سال بعد بند ہو گیا۔

اس عہد کے چند نامور اخبارات کا ذکر اوپر تفصیل سے کیا گیا ۔ ان کے علاوہ پنجاب کے اخبارات کوہ نور، شملہ اخبار، دربائے نور مشہور ہیں۔

1857کے بعد کی صحافت:

1857کی جنگ آزادی مسلمانوں کی شکست و ریخت پر ختم ہوئی اور ٹھیک دو ماہ بعد نومبر 1857کو پریس ایکٹ لاگو ہوا یہ ایک فرنگی پریس ایکٹ تھا جس کے کرشمے مسلم پریس کی ضبطیوں اور بے باک مدیروں کو پابند سلاسل کرنے کی شکل میں قیام پاکستان تک دیکھنے میں آتے رہے۔ جب جنگِ آزادی کا طوفان تھما تو معلوم پڑا کہ مسلمانوں کی صحافتی زندگی میں کئی رخنے پڑ چکے ہیں مثلاً 1853 تک اردو کے 135اخبار نکلتے تھے ۔ اب ان کی تعداد صرف 12 رہ چکی تھی اور ان میں بھی صرف ایک ایسا اخبار تھا جس کا ایڈیٹر مسلمان تھا۔ باقی سب ہندو سرمایہ کاروں کی ملکیت تھے۔ گویا ایسٹ انڈیا کمپنی کے آنے کے بعد اردو صحافت کو جو جلا ملی تھی1857 کی جنگ آزادی کے بعد سلب ہو گئی۔ مگر جب حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ سے نکل کر براہِ راست تاجِ برطانیہ کے زیر نگیں آ گئی تو صحافت کے مردہ جسم میں بھی جان پڑنے لگی۔ اس دور میں سب سے پہلا اخبار منشی نول کشور کی ملکیت میں1858 میں" اودھ اخبار" کے نام سے جاری ہوا یہ

اخبار اپنے دور کا مقبول ترین اخبار تھا جو تقریباً نوے سال تک جاری رہا ۔"اودھ اخبار "کے بعد اردو صحافت کی حیاتِ نو میں اہم کردار سر سیّد احمد خان نے ادا کیا۔ انھوں نے پہلے "اخبار سائنٹفِک سوسائٹی "یا" علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ" کے نام سے اخبار جاری کیا جس میں علمی و ادبی تراجم بھی شامل کیے جاتے تھے۔ بعدا زاں رسالہ" تہذیب الاخلاق 1870 "میں جاری کیا جو کہ اردو صحافت کی تاریخ میں اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتاہے۔انیسویں صدی کے آخر میں جب مزاحیہ اخبارات کا طوطی ہر طرف بولنے لگا تو اس سلسلے میں پنچ اخبارات کا نام سرِ فہرست آیا۔ 1863میں بننے والی انجمن کی جانب سے1865 میں رسالہ "انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب " شائع کیا گیا ۔1870 میں یہی رسالہ اخبار کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اخبارانجمن پنجاب میں خبروں کے علاوہ علمی و ادبی مضامین بھی شامل کیے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس عہد کے اہم اخبارات میں "مہذب لکھنؤ)" آغاز اشاعت(1880 ، "ہندوستانی (1883)" ،"قیصر الاخبار (1887) "، "احسن الاخبار(1878) انیسویں صدی کے نصف آخر میں شائع ہونے والے چند نمایاں اخبارات میں اخبارعالم) آغاز اشاعت (1887 ،پیسہ اخبار (1894) ، وطن(1907) سمجھے جاتے ہیں۔بیسویں صدی کے آغاز میں اردو صحافت نے رُخ بدلا اس دو ر میں صحافت نے عوام کے جذبات کی عکاسی اور خیالات کی ترجمانی جس شدت سے کی اس کی مثال تاریخ صحافت میں کم ملتی ہے۔ اس عہد میں جن اخبارات نے نمایاں شہرت حاصل کی ان میں" زمیندار "،"کامریڈ "، " ہمدرد"، "الہلال"،"انقلاب" ، "سیاست"، اور " شہباز "شامل ہیں ۔

مجلاتی صحافت:

اردو کا پہلا رسالہ" خیر خواہ ہند "تھا جو 1737 میں مرزا پور سے پادری آدرسی-ماتھر کی ادارت میں شائع ہوا ، دہلی میں مجلاتی صحافت کا آغاز" قرآن السعدین"سے ہوا جو کہ ایک طرح کا باتصویر اخبار تھا جس میں سائنس اور ادب کی بحثیں پیش کی جاتی تھیں۔اس کے علاوہ ماسٹر رام چند کا" فوائد الناظرین" باتصویر علمی و تاریخی اخبار اہم ہے۔مجلاتی صحافت میں پنجاب کے رسائل کا کردار خاص طور پر نمایاں رہا جن میں "بہائے بے بہا"، تعلیمی رسالہ" معلم ہند "اور "خورشید پنجاب" سرِ فہرست رہے۔

- ## قیام پاکستان کے بعد کی صحافت:

قیام پاکستان کے وقت یہ پاک وطن جہاں دیگر شعبوں میں تہی دامن تھا وہاں صحافت بھی بے سروسامانی کا شکار تھی۔ اُس وقت مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں کوئی روزنامہ نہ تھا۔ مغربی پاکستان میں کراچی سے تین اخبار "سندھ آبزور" "ڈیلی گزٹ" اور "کراچی ڈیلی" نکلتے تھے۔ پشاور سے "خیبر میل"، لائل پور سے "سعادت" اور "ڈیلی بزنس رپورٹ" نکلتے رہے۔ لاہور جو صحافت کا مرکز مانا جاتا تھا وہاں سے بھی غیر مسلم اخبارات نقل مکانی کر گئے جو بچ گئے ان میں "زمیندار"، "نوائے وقت"، "سول اینڈ ملٹری گزٹ"، "احسان"، "شہباز" اور "انقلاب" بچ گئے تاہم راولپنڈی، کوئٹہ، ملتان، سیالکوٹ اور حیدر آباد جیسے بڑے شہروں سے کوئی روزنامہ نہ نکلتا تھا۔

موجودہ پاکستان کے شہروں مثلاً پشاور سے مرتفائی، گوجرانوالہ سے گلزار پنجاب، گجرات سے مطلع انوار، راولپنڈی سے سہیل پنجاب، سیالکوٹ سے چشمہ فیض خورشید عالم، نور علیٰ نور، اور وکٹوریا پیپر ملتان سے ریاض نور کے اجرائے بھی اس عہد کی اردو صحافت کو ترویج بخشی۔

تقسیم کے وقت پاکستان میں صرف پانچ نمایاں اخبارات" زمیندار"،" نوائے وقت"، " احسان"،" انقلاب"اور شہباز رہ گئے تھے جن میں زمیندار سب سے کثیر الاشاعت اخبار تھا مگر قیام پاکستان کے بعد صحافت کی صورتِ حال میں بھی بتدریج بہتری آنے لگی۔ نہ صرف کراچی اور لاہور بلکہ مشرقی پاکستان -بنگلہ دیش (پشاور ،حیدر آباد ملتان اور راولپنڈی سے بہت سے اخبارات کا اجرا ہوا۔ اس عہد کی صحافت کو اگر ہم شہی مراکز میں تقسیم کریں تو چھ بڑے مراکز بنے۔

۱۔لاہور ۲۔راولپنڈی ۳۔فیصل آباد، ۴۔کراچی ۵۔اسلام آباد ۶۔پشاور

۱. لاہور:

لاہور صحافت کا قدیم ترین مرکز تھا اور آزادی کے بعد بھی لاہور سے انگریزی میں دو اور اردو زبان میں پانچ روزنامے شائع ہوتے تھے جن میں پاکستان ٹائمز ۱۹۴۷ء، نوائے وقت ۱۹۶۰ء، امروز، کوہستان ۱۹۵۳ء، مشرق لاہور ۱۹۶۳ء، آفاق اور مغربی پاکستان ۱۹۵۰ء شامل ہیں۔

۲. راولپنڈی:

قیامِ پاکستان کے بعد روالپنڈی شہر فقط بری افواج کا جنرل ہیڈ کوارٹر ہونے کی بدولت جانا جاتا تھا لیکن ایوب خان کے دور میں جب راولپنڈی کے نواحی علاقے اسلام آباد کو دارالحکومت بنایا گیا تو راولپنڈی کو بھی مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ یہاں کے اہم اخبارات میں پاک فوج کے لیے جاری ہونے والا اخبار روز نامہ الہلال ۱۹۴۷ء، تعمیر ۱۹۴۹ء، بادشمالی، زمیندار کا رواولپنڈی ایڈیشن، کوہستان اور نقوش شامل ہیں۔

۳. فیصل آباد:

قیامِ پاکستان کے بعد فیصل آباد سے جاری ہونے والے اہم اخبارات میں عوام، سعادت، تجارتی روزنامہ ڈیلی نیوز رپورٹ اور وفاق شامل ہیں۔

۴. کراچی:

قیامِ پاکستان سے قبل کراچی کی آبادی بہت کم تھی مگر پاکستان بننے کے بد یہ شہر یکسر بدل گیا چونکہ یہ ملک کا پہلا دارالحکومت قرار پایا چنانچہ یہ شہر بہت جلد صحافت کا بھی ایک بڑا مرکز بن گیا اور یہاں سے اُردو ، انگریزی، سندھی ار گجراتی زبان میں متعدد اخبارات شائع ہونے لگے۔ کراچی نمایاں اخبارات میں ڈان ۱۹۴۲ء، جنگ ۱۹۴۰ ء،انجام، مارننگ نیوز ۱۹۴۲ء، ایوننگ سٹار، حریت اور جسارت شامل ہیں۔

۵. اسلام آباد:

اسلام آباد جو موجودہ عہد میں صحافت کا مرکز ہے جب دارالحکومت بنا تو یہاں سے دو نمایاں اخبارات جاری ہوئے۔ انگریزی زبان کا دی مسلم اردو زبان کا روز نامہ پکار۔

٦. پشاور:

قیامِ پاکستان کے وقت پشاور سے الفلاح، شہباز ، بانگ خرم، انجام، ترجمان افغان اور ہمارا پاکستان شائع ہوا کرتے تھے۔

۲۔ اردو اور ذرائع ابلاغ:

ابلاغ کے کئی ذرائع ہیں مگر سب سے مؤثر ذریعۂ ابلاغ ،زبان ہے۔ جو مفہوم کی واضح اور مؤثر ترسیل کا ذریعہ ہے۔ جوں جوں ابلاغ کی ضرورت بڑھتی جاتی ہے توں توں زبان بھی ترقی کرتی جاتی ہے۔زبان کی ترویج کے دو بنیادی ذرائع ہیں ادب اور صحافت،جس زبان میں عظیم ادب تخلیق ہوتا ہے وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہے اور جس زبان کو ذریعہ ابلاغ بنا یا جاتاہے وہ زبان عوام کی زبان بن کر پھلتی اور پھولتی رہتی ہے۔ اس تناظر میں اگر اردو زبان کو دیکھا جائے تو اردو جو پہلے مخصوص طبقے کی زبان تھی ۔ ذرائع ابلاغ کی زبان بننے کے بعد پورے ہندوستان کی زبان بن گئی اور یوں صحافت اردو زبان و ادب کی ترویج کا ایک بنیادی سبب قرار پائی۔

برصغیر میں اردو ادب کی ابتدا چودھویں صدی عیسوی میں امیر خسرو کے کلام سے ہوئی جس میں زیادہ تر فارسی آمیزش شامل تھی ۔ دوسری جانب صوفی بزرگ خواجہ بندہ نواز گیسودراز نے اپنے کلام کے ذریعے اردو کو عوام میں متعارف کرایا۔ پھر دکن سے ہوتے ولی دکنی کی شاعری کے توسط سے دلی میں اردو کی رونمائی ہوئی۔ اٹھارھویں صدی میں اردو شاعری نے اردو زبان کو رفعت بخشی مگر انگریزی کی آمد کے بعد جو دو بنیادی عوامل اردو کی ترقی کا باعث بنے، ان میں پہلا تو انگریز سرکار کا فارسی کے مقابلے میں عوامی زبان کو ترویج دینے کا نظریہ تھا۔ جس کے تحت انگریزی اور فارسی سے اردو تراجم کرائے گئے اور لکھنے والوں کو وظائف دے کر دیگر زبانوں کے اعلیٰ ادبی پارے اردو میں ترجمہ کرائے گئے اور ساتھ ہی ساتھ اردو میں نیا ادب بھی تخلیق کرایا گیا۔ دوسرا اہم کردار اردو صحافت کا رہا جس نے انگریز استعماریت کے خلاف آواز بلند کی ۔ہندوستان میں مروجہ زبانوں میں اردو کو جو مقام حاصل ہوا اور جس مقبولیت کے باعث اردو مشترکہ قومی زبان قرار پائی اس کی بنیادی کردار اردو صحافت ہی کا ہے۔ اٹھارھویں صدی کے اواخر میں شائع ہونے والے اخبارات و جرائد نے اردو کو عام کیا گو کہ اردو ادب اور اردو ادیبوں کو اوائل میں جو مقبولیت ملی اس میں شاہی درباروں اور نوابوں کی محفلوں اور مشاعروں کا اہم کردار رہا مگر اردو نثر کو خالصتاً ترقی صحافت کے ذریعے ہی ملی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے بعد صحافت کا جو دور شروع ہوا اس میں اردو اخبارات اور رسائل نے نہ صرف عوام میں سیاسی شعور بیدار کیا بلکہ اردو

نثر کو کئی نئی جہات سے روشناس کرایا۔ اس حوالے سے مولانا محمد علی جوہر کے رسالے ہمدرد کے علاوہ سر سیّد کے رسالے تہذیب الاخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں ابوالکلام آزاد کے اخبار الہلال ، حسرت موہانی کے رسالے اردوئے معلیٰ، امتیاز علی تاج کے رسالے کہکشاں اور مولانا ظفر علی خان کے اخبار زمیندار نے بھی اردو شاعری کے ساتھ ساتھ نثر کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔

اسی طرح اردو طنزو مزاح کو جو فروغ حاصل ہوا اس میں بھی صحافت نے اہم کردار ادا کیا۔ سجاد حسین کے رسالے اودھ پنچ کو اس میں نمایاں اہمیت حاصل ہے ۔ قیامِ پاکستان کے بعد چوں کہ اردو قومی زبان قرار پائی۔لہٰذا ملکی ذرائع ابلاغ نے اسی زبان کو اپنایا اور ساتھ ساتھ ٹی وی چینلز پر ادب کے مخصوص پروگرام اور اخبارات میں ادب کے صفحات نے اردو ادب کی ترویج کو برقرار رکھا۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا ایک ایسے ذریعۂ ابلاغ کے طورپر سامنے آیا جس نے نہ صرف موجودہ ادب کو عام کیا بلکہ نئے ادیبوں کو بھی پلیٹ فارم دیا جس کے ذریعے کئی نئے لکھنے والے سامنے آئے اوراردو زبان و ادب کے دامن کو وسعت بخشی۔

قیامِ پاکستان کے بعد چونکہ پاکستان کی قومی زبان اردو قرار پائی چنانچہ ذرائع ابلاغ کے تمام وسائل نے اردو زبان ہی کو اپنایا۔اگربات کی جائے اردو زبان کی تو اخبارات اور رسائل کی بڑی تعداد اردو زبان میں چھپنے لگی۔ ٹیلی ویژن کی آمد کے بعد پاکستان کا پہلا ٹی وی چینل پی ٹی وی بھی اپنی نشریات اردو میں نشر کرتارہا۔مگر اکیسویں صدی میں جب پاکستان میں پرائیویٹ چینلز کاآغاز ہوا اور رفتہ رفتہ صحافت نے ایک کاروبار کی حیثیت اختیار کر لی تو نتیجتا زبان اس سے بے حد متاثر ہوئی۔پہلے اخبارات و جرائد کے مدیران اور نگران ادبی شخصیات ہوا کرتی تھیں یا پھر ایسے افراد جو زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے ۔ دورِ جدید میں جب کمرشلزم نے اپنی جڑیں مضبوط کیں تو وہی ٹی وی چینلز جن کے ذریعے لوگ اردو سیکھتے تھے اور تلفظ درست کیاکرتے تھے اب اردو زبان کے بگاڑ کا سبب بننے لگے۔غلط املا ،غلط تلفظ ،سلینگ پر مبنی عوامی طرز گفتگو اور سادہ جملوں میں بھی انگریزی الفاظ کی بہتات نے اردو کی صورت بگاڑ دی۔ اس حوالے سے معروف صحافی رؤف کلاسرا کہتے ہیں۔

"اردو میں الفاظ کی اصطلاحیں موجود ہیں مگر پھر بھی مترادف انگریزی اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں ۔ املا اور تلفظ کی اغلاط جابجا نظر آتی ہیں اس بگاڑ میں پرنٹ اور الیکٹرانک دونوں میڈیا برابر شامل ہیں۔ اولیت کی دوڑ میں زبان دان افراد کی جگہ ٹیکنیکل ماہرین کی بھرتی نے ذرائع ابلاغ کی زبان پر بہت منفی اثرات مرتب کیے۔" [٦]

لیکن اگر اردو ادب کو بالخصوص دیکھا جائے تو اس حوالے سے ذرائع ابلاغ کا کردار ہر دور میں بہتر رہا الیکٹرانک میڈیا کی آمد سے قبل جب فقط اخبارات اور جرائد کی صحافت ہوا کرتی تھی تو ادبی رسائل کے علاوہ صحافتی رسائل میں بھی باقاعدہ ادبی صفحات چھپا کرتے تھے، جن میں ادب کے مختلف نمونے پیش کیے جاتے تھے اردو کے کلاسیکی ادب کے علاوہ نئے لکھنے والوں کو بھی موقع دیا جاتا تھا، الیکٹرانک میڈیا کی آمد کے بعد بھی یہ سلسلہ برقرار رہا نیوز چینلز پر ادبی پروگرام اب بھی نشر کیے جاتے ہیں علاوہ ازیں غیر ادبی پروگراموں میں ادبی سیگمنٹ بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو کہ نہ صرف ادب کو فروغ دے رہے ہیں بلکہ اپنے تئیں زبان کی اصلاح کا کام بھی انجام دے رہے ہیں۔

۳۔ صحافتی زبان کے لسانی اصول:

زبان ابلاغ کا پہلا وسیلہ ہے اور صحافت کا دارومدار بھی اسی وسیلے پر ہے ۔ لہٰذا صحافت جس کا بنیادی مقصد ابلاغ ہے، ضروری ہے کہ اس کی زبان ہر قسم کے ابہام ، بناوٹ اور تصنع سے پاک، سہل اور عام فہم ہو۔ اس سلسلے میں مسکین علی مجازی لکھتے ہیں۔

"صحافتی زبان میں مفہوم کی ادائیگی کے لیے الفاظ یا تراکیب کا علم ضروری نہیں ، سادہ الفاظ میں اس طرح کے مطالب ادا کیے جا سکتے ہیں۔ جو لوگ ناظرین یا قارئین کو مرعوب کرنے کے لیے مشکل الفاظ استعمال کرتے ہیں وہ اصل میں ابلاغ کے تقاضوں سے بے خبر ہیں۔" [۷]

صحافتی زبان در اصل Language of Demand ہے ۔ جس میں قاری کو مدِ نظر رکھا جاتاہے۔ مثلاً اخباری زبان ایک معنی میں اشتہاری زبان ہوتی ہے۔ جس میں ترسیل معنی کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور ترسیل معنی کے لیے سادگی اور سلاست کے ساتھ ساتھ اختصار بھی بہت

اہم ہے ۔چنانچہ صحافتی زبان چونکہ عوام کے لیے ہوتی ہے اس لیے اسے ایسا ہونا چاہیے کہ عام لوگ سمجھ سکیں ۔

صحافتی زبان اور اختصار لازم و ملزوم ہیں ۔صحافتی زبان میں الفاظ کی تکرار تو ہوتی ہے مگر خیالات کی تکرار نہیں ہوتی، طولِ کلام زیادہ تشریح اور صنائع بدائع کے استعمال کی اس میں قطعاً گنجائش نہیں ہوتی۔ صحافتی مواد کو کسی اسلوب کے سانچے میں نہیں ڈھالا جا سکتا ۔ اس کی غرض و غایت صرف اتنی ہوتی ہے کہ قارئین تک کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ معلومات اور اطلاعات کو سلاست اور اختصار کے ساتھ پہنچایا جائے۔ معروضیت بھی صحافت کی ایک اہم شرط ہے ۔ صحافیوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالات و واقعات کو معروضی انداز میں غیر جانبداری کے ساتھ بیان کریں، صحافتی زبان میں ایسے الفاظ استعمال نہیں ہونے چاہییں جن کے بغیر بھی مفہوم ادا ہو سکتا ہے گویا اس میں حشو و زوائد کی قطعی پابندی کی جانی چاہیے۔ صحافتی زبان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بول چال کے قریب ہو یعنی غیر مانوس الفاظ کا استعمال نہ کیاجائے۔

صحافتی زبان کی اس تشریح کے تناظر میں جو خصوصیات سامنے آتی ہیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ سلاست ۲۔ واقعیت

۳۔ اجتماعیت ۴۔ معروضیت

۵۔ سطحیت ۶۔ اختصار

۷۔ وضاحت ۸۔ ہنگامی پن

۹۔ افادیت ۱۰۔ معکوسیت

۱۱۔ سنسنی خیزی

اب ہم صحافتی زبان کے ان لسانی اصو ل وقواعد پر نظر کرتے ہیں جن پر سمجھوتے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یعنی اگر ان اصولوں سے صرفِ نظر کیا جائے تو تحریر کا اسلوب صحافتی نہیں کہلائے گا۔

- **نامانوس الفاظ:**

اُردو میں مستعمل الفاظ کی جگہ پر دوسری زبانوں مثلاً عربی، فارسی یا انگریزی کے الفاظ لانا جو رنگین تو نظر آئیں مگر ابلاغ کی راہ میں رکاوٹ بن جائیں مثلاً ظلمت کدہ، لیل و نہار وغیرہ۔ اسی طرح اگر کہیں چند مترادفات سامنے آ جائیں تو اس لفظ کا انتخاب کیا جائے جو سب میں سہل اور عام فہم ہو مثال کے طور پر قیمتی، انمول، گراں مایہ میں سے قیمتی آسان فہم لفظ ہے۔

- **حشو و زوائد:**

حشو و زوائد سے مُراد تحریر میں موجود ایسے الفاظ ہیں جن کو نکال دینے سے مفہوم متاثر نہیں ہوتا مثلاً دسمبر کا مہینہ ہے میں مہینہ حشو و زوائد ہے کیونکہ دسمبر مہینے کا ہی نام ہے۔

- **طوالت کلام:**

یہ ایک ایسا اصول ہے جو ادبی زبان کے لیے خوبی مگر صحافتی زبان کے لیے نقص ہے۔ یعنی اگر بات ایک لفظ میں پہنچائی جا سکتی ہے تو اس کے لیے جملہ استعمال نہ کیا جائے۔

- **تکرار لفظی:**

تکرار لفظی بھی طوالت کلام کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً کسی کا تکیہ کلام تحریر کو پیچیدہ بنا دیتاہے۔

- **انگریزی الفاظ کا استعمال:**

صحافت میں عموماً خبریں انگریزی ذرائع سے حاصل کی جاتی ہیں۔ چنانچہ ان کا ترجمہ کرتے ہوئے بعض صحافی انگریزی الفاظ کو جوں کا توں استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان کے مترادفات اردو میں موجود ہوتے ہیں تاہم ایسے انگریزی الفاظ کے استعمال میں قباحت نہیں جن کا چلن اردو میں عام ہے۔

- **اصطلاحات کا استعمال:**

علوم و فنون میں اصطلاحات کا استعمال ضروری ہوتا ہے لیکن صحافتی زبان کے مخاطب چونکہ عوام ہوتے ہیں۔ لہٰذا کوشش ہونی چاہیے کہ عام فہم اصطلاحات کا استعمال کیا جائے۔

صحافت ایک ذزیعہ ابلاغ ہے قارئین اور ناظرین جیسے اس میں آنے والی خبروں ، واقعات اور آراء سے اگر قبول کرتے ہیں بالکل ویسے ہی اس میں استعمال ہونے والی زبان کو بھی سند سمجھتے ہوئے اپناتے ہیں۔ چنانچہ اس بات کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے کہ تحریری صورت میں جو زبان قارئین و ناظرین کے سامنے پیش کی جائے وہ مستند اور اغلاط سے منزہ ہو۔

اس ضمن میں تین نقات بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔

- املا
- رموزِ اوقاف
- اصول ترجمہ

املا:

املا سے مُراد الفاظ کی صودی حالت کا درست ہونا ہے۔ اس میں ہجا اور حروف کی ترتیب کا خاص خیال رکھا جانا چاہیے۔ مقتدرہ قومی زبان نے املا کے لیے چند اصول وضع کیے ہیں ضروری ہے کہ انھیں ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تاکہ صحافت زبان کی تنزلی کا سبب نہ بنے۔

رموز اوقاف:

رموز اوقاف یعنی وہ علامتیں یا اشارات جو تحریر میں مطالب کی وضاحت کے لیے استعمال کی جائیں۔ کوشش کی جانی چاہیے کہ جن رموز اوقاف کا استعمال کیا جائے وہ درست اور بر محل ہوں۔

اصول ترجمہ:

صحافت میں عموماً خبریں عالمی ذرائع سے وصول کی جاتی ہیں ۔ دنیا جو عالمی گاؤں کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ عالمی سطح پر ہونے والے واقعات کی خبریں اور تجزیے غیر ملکی زبانوں میں ہوتے خود پاکستان کی سرکاری زبان انگریزی ہونے کی بدولت بیشتر خبریں اور سرکاری احکامات انگریزی میں نشر ہوتے ہیں۔ اردو نیوز چینلزاور اخبارات کو یہ تمام خبریں اپنے ناظرین و قارئین تک پہنچانے کے لیے ترجمے کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ترجمے کے اصول و قواعد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیاجائے۔

اولاً تو صحافتی ترجمے میں ترسیل مفہوم مقدم ہے کوشش کی جانی چاہیے کہ عبارت سادہ اور سلیس رہے۔ دوسرے مترجم اپنی زبان کے محاورے اور روزمرہ کا خیال رکھے۔ علاوہ ازیں ترجمہ کاری کے ضمن میں یہ نکات بھی مد نظر رکھے جائیں۔

موزوں مترادفات	اصطلاحات	لغات کا استعمال یکساں ترجمہ
انگریزی الفاظ	مختصرات	تلخیص
خصوصی فرہنگ	مترادفات	

(ج) پاکستان میں اردو ذرائع ابلاغ:

۱۔ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا

۲۔ صحافتی ادارے، یونینز، پریس کلب

- **پرنٹ میڈیا:**

پرنٹ میڈیا صحافت کی قدیم قسم ہے جس میں اخبارات ،رسائل و جرائد اوردیگر مطبوعہ مواد شامل ہے Cambridge English dictionary کے مطابق:

"A way of referring to newspapers and magazines"[8]

دور جدید میں جدید صحافتی وسائل کی رسد کے باوجود پرنٹ میڈیا کی ضرورت و اہمیت برقرار ہے جس کی دو کلیدی وجوہات یہ ہیں

ا. سوشل میڈیا اورالیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں پرنٹ میڈیا خبر کے معاملے میں زیادہ ذمہ دارہوتا ہے کیونکہ سوشل میڈیا پر عموما افواہیں اورغیرمصدقہ خبریں گردش کرتی ہیں، اورالیکٹرانک میڈیا اولیت کی دوڑ میں بغیر تصدیق کیے خبر نشر کردیتا ہے ۔جب کہ اخبارر پوری ذمہ داری کے ساتھ تصدیق کرنے کے بعد خبر چھاپتے ہیں۔

۲. پرنٹ میڈیا کا ریکارڈر سوشل اور الیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں باآسانی اور تا دیر محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

یہ الگ بات ہے کہ اخبار خریدنے اور پڑھنے کا چلن اب کم ہو گیا ہے جیسا کہ کتاب خریدنا اور پڑھنا اب عام نہیں رہا،کیونکہ قلت وقت کا شکار اور سہل پسند معاشرہ خبریں پڑھنے کی بجائے خبریں سننے کو ترجیح دیتاہے۔

پاکستان میں اردو پرنٹ میڈیا:

- **اخبارات:**

پاکستان بیورو آف سٹیٹسٹکس کے مطابق پاکستان میں اس وقت کل 707 اخبارات میدان اشاعت میں موجود ہیں جن میں سے اردو اخبارات کی تعداد تقریباً 27 ہے اخبارات کی تفصیلی فہرست ضمیمے کے طور پر مقالے کے ساتھ لف ہے چند نمائیاں اخبارات یہ ہیں ۔

- **روزنامہ جنگ:**

کراچی سے شائع ہوتا ہے میر شکیل الرحمان اس کے ایڈیٹر ہیں،اس کی بنیاد میر خلیل الرحمان نے سن 1939 میں رکھی۔

- **روزنامہ نوائےوقت:**

اسلام آباد سے شائع ہوتا ہے رمیضہ مجید نظامی اس کی ایڈیٹر ہیں سن 1940 میں مجید

نظامی نے اس کی بنیاد رکھی۔

- **روزنامہ دنیا:**

لاہور سے شائع ہوتا ہے ،میاں عامر محمود نے سن 2012 میں اس کی بنیادرکھی ۔موجودہ ایڈیٹر کامران خان صاحب ہیں۔

- **روزنامہ ایکسپریس:**

کراچی سے شائع ہوتا ہے اس کی بنیاد لکسن گروپ نے سن 1998 میں رکھی۔

- **روزنامہ خبریں:**

لاہورسے شائع ہوتا ہے ،سن 1992 میں ضیا شاہد نے اس کی بنیاد رکھی ۔

رسائل و جرائد:

اُردو رسائل و جرائد کودوحصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، ادبی رسائل اور صحافتی رسائل ، ادبی رسائل خالصتا ادبی موضوعات پر مبنی ہوتے ہیں اوربیشتر ادبی اداروں کے زیرسایہ چھپتے ہیں۔رسائل و جرائدکی تفصیلی فہرست ضمیمے کے طور پر آخر میں موجود ہے،چند نمایاں ادبی اور صحافتی رسائل یہ ہیں:

- **ادبی رسائل:**

ماہنامہ اخبار اردو: مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد سے چھپتا ہے۔ڈاکٹر روف پاریکھ اس کے نگران جبکہ مدیر عظمت زاہرا ہیں۔

ماہنامہ قومی زبان:انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی سے شائع ہوتا ہے،ماہنامہ قومی زبان کا اجرا ۱۹۴۸ میں ہوا موجودہ دور میں اس کے مدیر منتظم سید عابد رضوی جبکہ مدیر ڈاکٹر یاسمین سلطانہ ہیں۔

- **صحافتی رسائل:**

ا. اخبار جہاں پاکستان میں اردو کا سب سے مقبول اور سب سے زیادہ چھپنے والا ہفتہ وار رسالہ

ہے۔ یہ جنگ اخبار کی ملکیت اور کراچی سے چھپتا ہے۔ اس میں عام لوگوں کے ذوق کے مطابق سب کچھ شامل ہے۔ سیاست، تاریخ، کہانیاں، فیشن، کھیل اور مذہب سبھی اس میں شامل ہیں۔

۲. فیملی میگزین بیک وقت لاہور اور کراچی سے اردو زبان میں شائع ہونے والا ہفت روزہ میگزین ہے۔ یہ نوائے وقت کا ہفت روزہ اردو میگزین ہے ۔

الیکٹرانک میڈیا:

الیکٹرانک میڈیا سے مراد وہ میڈیا ہے جو الیکٹرانک ڈیوائیس (بجلی پر چلنے والا آلہ) کے ذریعے عوام تک پہنچایا جائے۔اور جس کی رسائی پرنٹ میڈیا کے مقابلے میں زیادہ لوگوں تک ہو۔ الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی وژن،ریڈیو،اور انٹرنیٹ شامل ہیں۔

پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا:ٹیلی وژن (نیوز چینلز)

پاکستان میں ایک سرکاری ٹی وی" پی ٹی وی :پاکستان ٹیلی وژن"اور 30کے قریب نجی نیوز چینلز سرگرم عمل ہیں جن میں تقریبا 22 اردو نیوز چینلز شامل ہیں ۔اردو نیوز چینلز کی تفصیلی فہرست ضمیمے کے طور پر لف ہے،چند نمایاں نیوز چینلز یہ ہیں۔۔

- **جیو نیوز:**

جیو نیوز پاکستان کا صف اول کا ٹی وی چینل ہے۔ اسے پاکستانی صحافت میں کا ٹرینڈ سیٹر بھی کہا جاتاہے۔ جیو نے اپنی نشریات کا باقاعدہ آغاز ۲۰۰۴ء میں کیا۔

- **اے آر وائے:**

26ستمبر2004کو اپنی نشریات کا آغاز کرنے والا اے آر وائے آج ملک کاایک نامور نیوز چینل ہے۔

- **ہم نیوز:**

ہم گروپ کا چینل ہم نیوز پاکستان کے بہترین نیوز چینلز میں سے ہے۔ اس نے اپنی

نشریات کا آغاز ۱۱ مئی ۲۰۱۸ء کو کیا۔ ہم نیوز نے پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کو جدت بخشی۔

- **دنیا نیوز:**

یکم دسمبر ۲۰۰۸ء کو نشریات کا آغاز کرنے والا دنیا نیوز کم مدت میں ہی پاکستان کا مقبول ٹی وی بنا۔ اس کا پروگرام حسبِ حال نے مقبولیت کے ریکارڈ قائم کیے۔

- **92نیوز:**

92 نیوز پاکستان کے الیکٹرانک میڈیا میں ایک خوب صورت اضافہ ہے جس نے نشریات کا آغاز ۶ فروری ۲۰۱۵ء کو کیا۔

- **سچ نیوز:**

سچ نیوز کی خوبی یہ ہے کہ اس پر کشمیر، فلسطین اور ریاست پاکستان کی کوریج سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ۲۳ مارچ ۲۰۱۰ء سے نشریات جاری رکھے ہوئے ہے۔

ریڈیو:

- **سرکاری ریڈیو:**

پاکستان میں اس وقت ۲۵ ریڈیو اسٹیشنز سرکاری ریڈیو کے تحت کام کر رہے ہیں۔ لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، کراچی، ملتان، فیصل آباد، خیر پور، سرگودھا، کوئٹہ، حیدر آباد، سکردو، خضدار، گلگت، بہاول پور، تربت اور ڈیرہ اسماعیل خان میں ریڈیو پاکستان کے اسٹیشنز ہیں۔ ریڈیو پاکستان ۲۴ گھنٹوں میں علاقائی اور بین الاقوامی زبانوں میں ۴۰۰ کے قریب پروگرامز نشر کرتا ہے۔ اسے ہر گھنٹے بعد خبریں نشر کی جاتی ہیں۔

- **نجی ریڈیو:**

پاکستان میں نجی اسٹیشنز کی بات کریں تو ان میں ایف ایم ۱۰۱، ۱۰۳، ۸۹، ۱۰۰، ۹۶، ۹۱، ۱۰۴ اور ۱۰۶ قابلِ ذکر ہیں۔ ان پر خبریں دی جاتی ہیں۔ تفریحی پروگرامز ہوتے ہیں۔ کرکٹ میچز

کی کنٹری براہِ است نشر کی جاتی ہے ۔ علاوہ ازیں سرگودھا یونیورسٹی ، پنجاب یونیورسٹی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سمیت متعدد یونیورسٹیز نے بھی اپنے ایف ایم ریڈیو اسٹیشنز قائم کر رکھے ہیں۔

- **نیوز ایجنسیاں:**

نیوز ایجنسیاں وہ خبر رساں ادارے ہیں جو خبریں اکٹھی کر کے مختلف نیوز چینلز ےیا اخبارات کو بیچتے ہیں ۔پاکستان میں ایک سرکاری نیوز ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان(اے پی پی) جبکہ نجی نیوز ایجنسیوں میں آن لائن، این این آئی، ثناء نیوز، آئی این پی، اے این این اور پی پی آئی شامل ہیں۔

- **سوشل میڈیا / آن لائن جرنلزم:**

سوشل میڈیا نیوز کا سب سے تیز ترین لیکن غیر تصدیق شدہ ذریعہ ہے،وٹس ایپ" فیس بُک ، ٹوئیٹر اور یو ٹیوب "اس وقت پاکستان میں صحافت کا ایک بڑا وسیلہ ہیں ان کے علاوہ آن لائن صحافت میں ویب صحافت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اس حوالے سے پاکستان کی پہلی مکمل آن لائن اردو نیوز ویب سائٹ اردو پوائنٹ سب سے مشہور ہے۔

صحافتی ادارے:

- **یونینز:**

صحافتی یونینز کو صحافیوں کے پریشر گروپ بھی کہا جا سکتاہے جو صحافیوں کے حقوق کی آواز اٹھاتی ہیں اور ان کے حقوق کی لڑائی لڑتی ہیں۔ عمومی طورپر یونینز ضلعی سطح پر ہوتی ہیں۔ پھر ایک صوبائی یونین ہوتی ہے جس کے بعدمرکزی یونین ہوتی ہے۔ مرکزی یونین کے عہدیداروں کا انتخاب پورے پاکستان کی یونینز مل کر کرتی ہیں۔ صوبائی یونینز کی بات کریں تو کے یو جے(کراچی یونین آف جرنلسٹ) پی یو جے(پنجاب یونین آف جرنلسٹ)، کراچی یونین آف جرنلسٹ اور بلوچستان یونین آف جرنلسٹ شامل ہیں۔ پاکستان میں صحافیوں کی سب سے بڑی یونین پاکستان یونین آف جرنلسٹ یعنی(پی ایف یو جے) ہے۔ جس کے عہدیداروں کا انتخاب ہر دو سال بعد

ہوتا ہے۔

- **پریس کلب:**

یونینز صحافیوں کے حقوق کی جنگ لڑتی ہیں تو پریس کلب کو صحافی دوسرا گھر کہتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے ،شہر میں ایک پریس کلب ہوتا ہے ۔جہاں صحافیوں کو مختلف نوعیت کی سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ پریس کلب کے الیکشن ہر سال بعد دسمبر یا جنوری میں ہوتے ہیں جس میں اس پریس کلب کے ممبران ووٹ کاسٹ کرتے ہیں۔ پریس کلبز کی اکثریت کو حکومت فنڈنگ کرتی ہے جب کہ اس کے علاوہ پریس کلبز پریس کا رفرنسوں یا دیگر تقاریب کے ذریعے اپنے فنڈز خود بھی پیدا کرتے ہیں۔ جو صحافیوں کی فلاح و بہبود اور انھیں سہولیات مہیا کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

ماحصل:

صحافت کی تاریخ انسانی تاریخ کے ساتھ ساتھ ترقی کی راہیں عبور کرتی رہی ہے کبوتر کی پیغام رسانی سے ایلچیوں تک اور پتھر کی چھپائی سے کاغذ کی چھپائی تک صحافت وقت کی ضرورت کے مطابق قدم قدم چلتی نظر آتی ہے۔زبان اردو میں صحافت کی بات کی جائے تو اس کا آغاز عہد مغلیہ سے ہوا جب اردو گلی محلے کی زبان تھی جبکہ آج قومی زبان کے طور پر پاکستانی صحافت کی نمائندہ زبان کی حیثیت سے رائج ہے۔اس سفر میں جہاں جہاں زبان اردو کو مشکلات کا سامنا رہا وہیں صحافت بھی دشوار گزار راستوں کو کاٹ کر آگے بڑھتی رہی اور بذات خود زبان کی ترقی کا وسیلہ بھی رہی۔ صحافت کے چند بنیادی اصول ہیں جو ہر صحافی اور صحافتی ادارے کے لیے یکساں اہمیت رکھتے ہیں، ان اصولوں میں درست زبان کا استعمال، حشو و زوائد سے اجتناب، اختصار و جامعیت اور ترجمہ کے بنیادی اصولوں سے واقفیت شامل ہیں ۔

عہد حاضر میں صحافت کے دو بنیادی وسائل ہیں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا میں مطبوعہ مواد: اخبارات،رسائل و جرائد جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں ٹیلی وژن،ریڈیو، آن لائن جرنلزم،سوشل میڈیا: واٹس ایپ،ٹویٹر، فیس بک،ویب سائٹس شامل ہیں۔

جدید سائنسی ترقی کے سبب دنیا عالمی گاؤں کی صورت اختیار کر چکی ہے اور دنیا بھر کی خبروں سے

واقفیت رکھنا اب مشکل نہیں رہا اور ان سے متاثر ہونا ناگزیر ہو چکا ہے لہذا اس عالمی ثقافتی یلغار میں ہر قوم کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنا تشخص بر قرار رکھے جس کیلئے اپنی ثقافت اور زبان کی ترویج اور اس کو مخلوط ہونے سے بچائے رکھنا اہم ہو گیا ہے۔ ذرائع ابلاغ اس معاملے میں کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں اس لئے اردو زبان سے وابستہ میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

حوالہ جات

1. http://www.urdulinks.com/urj/?p=4118
2. https://www.dawnnews.tv/news/1019915

۳. https://ur.wikipedia.org/wiki/صحافت، ۱۲ اگست ۲۰۲۱، بوقت ۱۱:۳۰ am

۴. عبدالسلام اخورشید، فن صحافت، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص ۱۲۶

5. Theory and practice of Journalism by B.N. Ahuja P. 01

۶. روف کلاسرا، نوجوانوں سے ایک خطاب کے دوران

۷. مسکین علی حجازی، صحافتی زبان، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۵، ص ۳۷

8. https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/print-media، ۱۲ مئی، ۲۰۲۱، بوقت ۱۱:۰۰am

باب دوم:

حصولِ مقبولیت کے مثبت حربے

جہاں زبان صحافت کا بنیادی آلہ کار ہے وہیں صحافت بذاتِ خود زبان کی ترویج کا اہم ذریعہ ہے۔ جوں جوں انسان ترقی کرتا گیا صحافتی وسائل بھی ترقی کرتے گئے اور ساتھ ساتھ زبان بھی علامتوں سے عبارتوں کی صورت اختیار کر گئی۔ دورِ حاضر میں جہاں صحافت کا الیکٹرانک دور آ چکا ہے۔ دنیا ایک عالمی گاؤں کی صور ت اختیار کر چکی ہے۔ وہیں زبان بھی محض معنی کی ترسیل سے آگے بڑھتی ہوئی دلچسپ، دلکش اور محظوظ کن ہوگئی ہے۔

دور حاضر میں ایک اچھی تحریر میں زبان کی چند خوبیاں لوازم گردانی جاتی ہیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحافتی زبان گو کہ سادہ اور صریح ہوتی ہے مگر حصولِ مقبولیت کے ان چند مثبت حربوں کے استعمال سے پڑھنے اور سننے والوں کی توجہ کا باعث بنتی ہے۔ اردو نیوز چینلز پر نشر کیے جانے والے تحریری مواد میں ایسے حربوں کے کئی نمونے دیکھے جا سکتے ہیں۔ زبان کے زاویوں کے تحت ان حربوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتاہے۔

- ادبی تناظر
- لسانی تناظر

ادبی تناظر:

ادبی تناظر کے ضمن میں وہ تحریری مواد شامل کیا جا سکتاہےجس میں اردو ادب کے نمونے موجود ہوں مثلاً اشعار اور علم بیان کے اجزاء وغیرہ جب کہ لسانی تناظر میں زبان اردو کے حوالے سےاستعمال کیے جانے والے حربوں کو دیکھا جا تا ہے۔

گو کہ قریب قریب تمام اردو نیوز چینلز میں ایسے حربوں کی مثالیں ملتی ہیں۔ مگر چونکہ اس تحقیق کا دائرہ کار تین چینلز (جیونیوز، ہم نیوز اور سچ نیوز) پر موقوف ہے۔ لہٰذا انھی تین چینلز کے تحریری مواد میں حصولِ مقبولیت کے حربوں کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

اشعار کا استعمال:

اُردو ادب کا ایک بڑا حصہ شاعری پر مشتمل ہے ۔ دیکھا جائے تو ابتداً ادب صرف شعر کو ہی گردانا جاتا تھا۔ جس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں ۔مثلاً ؑ اختصار میں مکمل معنی کی ترسیل ہو جاتی ہے اور پڑھنے اور سننے میں بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شعر و شاعری ہر دور میں یکساں مقبول رہی ہے۔

اردو اشعار کے ذخیرے پر نظر کریں تو معاملات عشق سے مسائل روزگار تک اور تصوف کے زینوں سے لے کر سائنس کے اصولوں تک ہر موضوع کا شعر نظر آتا ہے۔ چنانچہ اردو تحریر میں دلچسپی اور جاذبیت پیدا کرنے کے لیے ان اشعار کا استعمال سہل اور محبوب طریقے کے طور پر آج بھی رائج ہے کہیں تو ہو بہو شعر پیش کیا جاتاہے تو کہیں ضرورت امر کے مطابق اس میں ردوبدل کیا جاتا ہے۔ (اس ردوبدل کے لیے پیروڈی کی اصطلاح مستعمل ہے) لہٰذا نیوز چینلز پر مواقع کی مناسبت سے جہاں اشعار کااستعمال کیا جاتاہے وہیں کئی مقامات پر اشعار کی پیروڈی بھی کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک مصرع کا استعمال بھی حسبِ ضرورت دیکھنے کو ملتاہے۔گو کہ نیوز چینلز کے تحریری مواد میں اشعار کا استعمال بہت عام عمل نہیں ہے۔ کیونکہ روزانہ کی خبروں میں مسلسل ایک کے بعد دوسری خبر کے ٹکرز چل رہے ہوتے یا ہر بریکنگ باکس اور ہیڈ لائنز میں بھی جامع خبریں دیکھنے کوملتی ہیں۔ اشعار کا یہ استعمال عموماً ٹاک شوز میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ جہاں ایک موضوع/صورتِ حال / واقعہ سے متعلق گفتگو کی جا رہی ہوتی ہے۔ یا پھر مخصوص مواقع مثلاً ادباء کی سالگرہوں / برسیوں ، ملکی تاریخ کے اہم واقعات اور قومی دنوں کی تقریبات کے متعلق اشعار دیکھنے کو ملتے ہیں۔ یہاں ایسے چند اشعار نمونوں کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

جھپٹنا پلٹنا پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

۲۳مارچ ۲۰۲۲ کو یومِ پاکستان کی تقریب کے دوران پاک فضائیہ کی جانب سے جنگی جہازوں کے کرتب دکھاتے ہوئے جیو نیوز کی اسکرین پر یہ شعر نشر کیا گیا۔ پاکستانی ہوا بازوں کے لیے شاہین کا استعارہ استعمال کرتے ہوئے شاہین کی خصوصیات سے متعلق اقبال کا یہ شعر پیش کیا

گیا۔ یکم مئی یوم مزدور کی مناسبت سے جیو نیوز پر چلنے والے پیکج کے دوران اسکرین پر یہ شعر چلایا گیا:

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اسی ضمن میں دیگر چینلز پر یہ اشعار بھی نظر آئے:

سو جاتے ہیں فٹ پاتھ پہ اخبار بچھا کر
مزدور کبھی نیند کی گولی نہیں کھاتے
تو قادر و مالک ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

مصرعوں کا استعمال:

کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

پیروڈی:

ان کیمرہ بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

تشبیہ و استعارہ:

- **تشبیہ:**

"کسی ایک چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے، ان دونوں چیزوں میں کسی نہ کسی طرح کی مشابہت کا ہونا ضروری ہے"۔[1]

مثال: "ہستی اپنی حباب کی سی ہے"۔

- **استعارہ:**

"وہ لفظ جو اپنے اصلی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال کیا جائے اور دونوں معنوں میں تشبیہ کا تعلق ہواسے استعارہ کہتے ہیں"[۲]

مثال: "حضرت علی خدا کے شیر ہیں"۔

تشبیہ اور استعارہ علم بیان کے اجزاء ہیں جو کہ گفتگو یا تحریر میں ادبیت پیدا کرتے ہیں اور اس کا حسن دوبالا کرتے ہیں۔

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں تشبیہات واستعارات کے استعمال کا جائزہ

۱۔ مریم نواز کی درخواست اور عمران کے کھلاڑی کا وار۔

اس ٹکر میں عمران کے کھلاڑی استعارہ ہے پی ٹی آئی کے ممبران کا عمران خان چونکہ کرکٹ ٹیم کے کپتان رہ چکے ہیں اس حوالے سے اب ان کی سیاسی جماعت کے افراد کے لئے کھلاڑی کا استعارہ استعمال کیا جاتا ہے۔

۲۔ بلاول بھٹو کے عمران پر تیر۔

باتوں کے تیر عموماًاستعارتاًاستعمال کیا جاتا ہے ایسی گفتگو کیلئے جو طنز پر مبنی ہو چنانچہ بلاول بھٹو نے عمران خان کے بارے میں جو طنزیہ گفتگو کی اس کے لئے تیر کا استعارہ برتا گیا۔

۳۔ ورلڈ کپ میں شاہینوں کا جیت کا پنجہ۔

مفکر پاکستان علامہ محمد اقبال مسلم نوجوانوں کے لیے شاہین کا استعارہ استعمال کرتے ہیں شاہین کی نمایاں خوبی اس کے پنجے کی گرفت ہے اسی مفہوم کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستانی کرکٹ ٹیم کے کھلاڑیوں کے لیے شاہین کا استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔

۴۔ حکومت نے مہنگائی کی ستائی عوام پر پٹرول کا بم گرادیا۔

بم گرانا استعارہ ہے مکمل تباہی کا پٹرول کا بم اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام جو

پہلے ہی مہنگائی کے بوجھ تلے دبے ہیں پٹرول کی قیمت میں اضافہ ان کے لئے کسی بم سے کم نہیں

۵۔ پی ٹی آئی کی ایک اور وکٹ گر گئی۔

پی ٹی آئی پاکستان تحریک انصاف عمران خان کی سیاسی جماعت ہے عمران خان ماضی میں کرکٹ ٹیم کے کپتان رہ چکے ہیں لہذا ان کی جماعت کے حوالے سے اکثر کرکٹ کی اصطلاحیں استعمال کی جاتی ہیں یہاں پر وکٹ گرجانا استعارہ ہے ان اراکین کے لئے جو پی ٹی آئی سے منحرف ہو کر اپوزیشن سے جا ملے۔

۶۔ شہر اقتدار میں سیاسی پارہ ہائی۔

پارہ ہائی ہونا گرمی کی شدت کا استعارہ ہے اسی حوالے سے سیاسی پارہ ہائی ہونے سے مراد سیاست کی گرما گرمی ہے۔

۷۔ وزیرِ اعلیٰ پنجاب تبدیلی کے طوفان کو روکنے کے لیے متحرک۔

طوفان استعارہ ہے تباہی و بربادی کا تبدیلی کے طوفان سے مراد وہ معاشی بحران ہے جو عمران خان کی جانب سے تبدیلی کے نام پر لایا گیا

۸۔ اپوزیشن ہٹ وکٹ ہو گئی۔

ہٹ وکٹ کرکٹ کی اصطلاح ہے جو استعارتا ایسے مواقع پر استعمال ہوتی ہے جہاں کوئی کھلاڑی اپنی ہی غلطی سے آؤٹ ہو جائے

۹۔ مہنگائی کے سیلاب نے عوام کے ہوش اڑا دیے۔

سیلاب استعارہ ہے پانی کے تیز بہاؤ کا جو اپنے ساتھ سب چیزوں کو بہا کر لے جائے یہاں مہنگائی کے سیلاب سے تمام اشیا کی قیمتوں میں بیک وقت اضافہ مراد ہے۔

۱۰۔ سیاسی درجہ حرارت بتدریج ردو بدل کا شکار۔

گرمی یا سردی کی شدّت کو درجۂ حرارت کہاجاتا ہے سیایسی درجہ حرارت سے مراد سیاسی حالات

میں آنے والی مسلسل تبدیلیاں ہیں۔

- **قافیہ:**

ریختہ ڈکشنری کے مطابق:

> " پیچھے چلنے والا، عروض: چند حروف و حرکات کا مجموعہ جس کی تکرار الفاظ مختلف کے ساتھ آخر مصرعِ یا آخر بیت یا دو فقروں کے آخر میں پائی جائے خواہ وہ الفاظ لفظاً مختلف ہوں یا معناً" [۳]

اصطلاحاً غزل یا نظم میں برتے جانے والے ہم آواز الفاظ قافیہ کہلاتے ہیں۔

یہ الفاظ غزل کے پہلے شعر کے دونوں جب کہ باقی اشعار کے دوسرے مصرعوں میں برتے جاتے ہیں جن کے باعث غزل میں موسیقیت پیدا ہوتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ قوافی شاعری کی رمز ہیں تو غلط نہ ہو گا۔

قوافی نظم (غزل، نظم) کی ضرورت ہوتے ہیں۔ مگر نثر میں قوافی کا استعمال تحریر کے حسن اور دلکشی میں اضافہ کر دیتاہے۔ اردو ادب کی تاریخ پر نظر کی جائے تو جس عہد کو اردو ادب کا عہد ذریں کہا جاتاہے اس عہد میں مسجع اور مقفیٰ عبارت کا رواج تھا۔ ترقی پسندی نے تحریر میں سلاست اور سادگی کا رجحان بڑھایا تو بالعموم مقفیٰ عبارتوں کارجحان کم ہوگیا۔مگر آج بھی سادہ عبارت کے مقابلے میں مسجع اور مقفیٰ عبارت زیادہ دلچسپی کا سبب بنتی ہے۔

گو کہ صحافت کی شرط سادگی اور سلاست ہے مگر قوافی کے استعمال سےجملوں میں جو موسیقیت پیدا ہوتی ہے وہ قارئین / ناظرین کو عام جملوں کےمقابلےمیں زیادہ متاثرکرتی ہے۔ اسی لیے ہم نیوز چینلزپر قوافی کے استعمال حصولِ مقبولیت کے مثبت حربے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ نیوز چینلز کے تحریری مواد میں اختصار شرط ہے لہٰذا قوافی کے استعمال سے جملہ مصرع بن جاتاہے۔ پڑھنے میں دلچسپ بھی لگتاہے ، معنی کی ترسیل بھی کر دیتاہے۔

ذیل میں ہم اردو نیوز چینلز پر نشر ہونے والے تحریری مواد میں سے قوافی کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

- **قوافی:**

۱۔ مہنگائی کا وار عوام بے زار

بر محل اور بروزن قافیہ ہے مہنگائی کے وار نے عوام کو واقعی بے زار کر رکھا ہے محض چند لفظوں میں ملکی صورت حال کا نقشہ خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۲۔ رمضان بازار عوام خوار

بظاہر تو یہ قافیہ ہے مگر یہ قوافی نہ صرف صوتی اعتبار سے ہم آہنگ ہیں بلکہ ان میں معنوی اعتبار سے بھی ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ رمضان بازار لگائے تو عوام کی سہولت کے لیے جاتے ہیں مگر ان سے فائدہ اٹھانے کے لیے عوام خوار ہو کر رہ جاتے ہیں۔

۳۔ آہیں شکوہ اور غم۔۔ہر دل مغموم ہر آنکھ پر نم

یہ شعر نما کلام سانحہ پشاور کے حوالے سے نشر کیا گیا جو کہ چند لفظوں میں ملکی حالات اور عوام کے جذبات کی بہترین عکاسی کر رہا ہے گو کہ یہ کوئی مکمل شعر نہیں محض لفظوں کی پیوندکاری ہے مگر قوافی کے استعمال نے اسے پر کشش بنا دیا ہے۔

۴۔ وزیر اعظم شہباز کی اونچی پرواز

دلچسپ انداز میں قوافی ملائے گئے ہیں جو باہم مطابقت بھی رکھتے ہیں یعنی شہباز کی پرواز اور معنی کی پیشکش بھی خوب ہے اور منتخب وزیر اعظم شہباز شریف نے جیسے ہفتے کی چھٹی ختم کی اور دفتروں کے اوقات کار بڑھا دیے یہ بلند پروازی کی عکاسی کرتا ہے۔

۵۔ حمزہ اور علیم خان کی لڑائی، کیا کہتے ہیں پرویز الٰہی؟

موجودہ سیاسی منظر نامے کے تناظر میں پنجاب حکومت کا احوال اس مختصر جملے میں پیش کیا گیا ہے۔

۶۔ تحریک عدم اعتماد اختتامی مراحل میں سیاست ہیجانی مراحل میں

اس تحریر میں گو کہ قوافی ہم وزن نہیں مگر ردیف کے استعمال سے دونوں جملوں کو ہم آواز کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو کہ لائق تحسین ہے کیونکہ صحافتی تحریر میں ادبی حربوں کو ادبی تحریری کے وزن پر تولا نہیں جاسکتا۔

۷۔ جو دکھ رہا ہے بکا نہیں جو بک رہا ہے وہ دکھا نہیں

عمران خان کی جانب سے امریکی سازش کا الزام جبکہ اپوزیشن کے پی ٹی آئی پر الزامات جو کہ بظاہر کچھ دکھائی دیتے ہیں حقائق کچھ اور ہیں ایسی مبہم صورت حال کو اس مبہم کلام کے ذریعے پیش کیا گیا ہے لفظوں کی ہیر پھیر سے تکرار لفظی اور تکرار صوت ملکر ایک دلچسپ کلام پیش کرتی ہیں۔

۸۔ کورونا کا اسکور پچاس کروڑ:

"ر" اور "ڑ" کا معمولی فرق ہے مگر اصوات تقریبا ایک ہی ہیں جس کی بنا پر انہیں قوافی گردانا جاسکتا ہے شماریاتی خبر کی پیشکش کے لیے اسکور اور کروڑ خوبصورت قوافی ہیں۔

زبان کی چاشنی:

محاسن کلام کے مختلف حربوں کے استعمال سے تحریر میں دلچسپی رنگینی یا چاشنی پیدا کی جاتی ہے جو کہ بظاہر سادہ جملے یا مصرعے ہوتے ہیں ۔ شعر میں ان حربوں کے اطلاق سے نئے معنی کی پرتیں کھلتی ہیں جو قاری کو محظوظ کرتی ہیں۔ زبان کی چاشنی کے چند حربے جو کہ نیوز چینلز کے تحریری مواد میں ملاحظہ کیے گئے ہیں، درج ذیل ہیں:

- رعایت لفظی
- تکرار صوت
- مزاح و طنز
- نحوی ترتیب میں ردو بدل

رعایت لفظی:

رعایت لفظی میں لفظوں کی ترتیب الٹ پلٹ کر کے یا پھر ایک لفظ کے خاندان کے دیگر الفاظ اس کے مترادفات، متضادات کو لا کر نئے معنی پیدا کیے جاتے ہیں یہ حربہ نظم و نثر میں یکساں مقبول ہے مثال

ے اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہیں
حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

(غالب)

شہود، شاہد ، مشہود، مشاہدہ ایک ہی اصل سے ہیں مگر معنی کے اختلاف سے کلام میں حسن پیدا کیا گیا ہے۔ دوسری مثال

جرم میرا صرف اتنا تھا کہ میں مجرم نہ تھا
قید تک مجھ کو ثبوت بے گناہی لے گئے

یہاں جرم کی رعایت سے قید، مجرم، ثبوت اور بے گناہی کو برتا گیا ہے۔مثالیں:

ا۔ بھارت جیت کر بھی ہار گیا:

ہار اور جیت ایک دوسرے کے متضاد ہیں دونوں کا یکساں استعمال جملے میں رعایت لفظی کا ایک حربہ ہے جو کہ جملے کو دلچسپ بنا رہا ہے۔

۲۔ ایک یا دو نہیں اسکولوں میں تین چھٹیاں:

گنتی کے گھرانے کے تین الفاظ کا متصل استعمال جملے میں رعایت لفظی کا عکاس ہے بات سادہ ہے کہ تین چھٹیاں دی جارہی ہیں مگر اس طرز بیان سے تین چھٹیوں کی اہمیت بڑھا کر پیش کی جارہی ہے۔

۳۔ حکومت اور اپوزیشن کے مابین دو محاذوں پر گھمسان کارن:

حکومت اور اپوزیشن دونوں ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور اسی طرح دو محاذوں پر گھمسان کارن

ایک موقعے یعنی جنگ کی مناسبت سے لائے ہوئے مختلف الفاظ ہیں اس جملے میں رعایت لفظی کے دوہرے حربے برتے گئے ہیں۔

۴۔ غریب ملک میں امرا کا راج:

غریب اور امیر دو متضاد الفاظ ہیں، غریب ملک میں امرا کا راج ایک تلخ حقیقت ہے جس ملک کے حکمران امارت کا شوق رکھتے ہوں وہاں کے عوام کو لامحالہ غربت کی چکی میں پسنا پڑتا ہے۔

تکرار صوت:

یکساں یا ملتی جلتی آوازوں والے الفاظ کا باہمی استعمال کانوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ا۔ کراچی اور لاہور بجلی کی لوڈشیڈنگ کا نیا موڑ:

لاہور اور موڑ یکساں صوت کے حامل الفاظ ہیں ان کے باہم استعمال سے جملے میں موسیقیت پیدا ہو رہی ہے۔

۲۔ پنجاب اسپیڈ بات پرانی۔ پاکستان اسپیڈ کی اب کہانی۔۔۔

لفظ سپیڈ کی تکرار اور پرانی، کہانی کی یکساں اصوات جملے میں چاشنی کے محرکات ہیں

۳۔ وزیراعظم شہباز کی اونچی پرواز:

شہباز اور پرواز نہ صرف صوتی اعتبار سے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ معنوی اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں زبان کی چاشنی کا یہ حربہ انتہائی محظوظ کن ہے

۴۔ استعفوں کا زور کرے حکومت کمزور:

زور اور کمزور بھی صوتی اعتبار کے ساتھ ساتھ ایک ہی اصل سے جڑے الفاظ بھی ہیں ان کا یکجا استعمال ایک دلچسپ حربہ ہے۔

۵۔ پشاور کا میدان۔ پی ٹی آئی کا امتحان:

میدان اور امتحان ہم آواز ہیں ساتھ ہی معنوی حوالے سے بھی ملتے جُلتے ہیں صوت کی یہ تکرار

دلچسپ حربہ ہے۔

طنز و مزاح:

ایک ایسا حربہ ہے جو نرم نشتر کا کام کرتا ہے مزاح کے ذریعے معاشرتی خرابیوں پر ایسے طنز کرنا کہ سننے میں تلخ نہ لگے۔ڈاکٹر شیخ نگینوی کے مطابق:

"طنز کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ یہ زخم لگا کر اصلاح کرنا جانتا ہے۔ مزاح صرف تضادات، عجائبات، قول و فعل کے فرق، ظاہر اور باطن میں بھید کی طرف اشارہ کر کے ناگوار کو گوارا اور نشیب و فراز کو ہموار کرنا سکھاتا ہے۔ مزاح میں طنز کی لے ضروری نہیں مگر طنز میں ادبیت اور دلکشی مزاح کی چاشنی سے آتی ہے۔"[۴]

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں طنز و مزاح کی چند مثالیں:

۱۔ گرم خطاب کے بعد عمران خان کا ٹھنڈے مقام پر قیام:

گرم خطاب کے بعد ٹھنڈے مقام پر قیام ایک طنزیہ انداز ہے جو کہ عمران خان کی شخصیت پر ایک میٹھا طنز ہے اپنے خطاب میں وہ جس قدر گرما گرمی اور پرجوش باتیں کرتے ہیں حقیقی زندگی میں وہ اس کے بر عکس آسان زندگی بسر کر رہے ہیں۔

۲۔ وزیر اعظم شہباز کی اونچی پرواز:

وزیر اعظم شہباز شریف کے وزیر اعظم بنتے ہی ہفتے کی چھٹی ختم کرنے اور دفتری اوقات کار بڑھانے کے حکم پر طنز کیا گیا ہے جو کے ان کے نام شہباز کی مناسبت سے بلند پرواز کہہ کر مزاح کا پہلو بھی اجاگر کر رہا ہے

۳۔ عدالتی ضمانتوں کا موسم پھر سے لوٹ آیا:

عدالتی ضمانتوں کا موسم پھر سے لوٹ آیا طنز ہے پی ڈی ایم کی حکومت پر کہ وہ تمام افراد جو گزشتہ حکومت کے دور میں مختلف کیسز میں عدالتوں کے چکر کاٹ رہے تھے اپنی حکومت بننے پر ان تمام کیس سے بری ہوتے نظر آ رہے ہیں۔

۴۔ گھبرانا نہیں ہے تماشا لگانا ہے:

گھبرانا نہیں ہے تماشا لگانا ہے یہ طنز ہے پی ٹی آئی کے ان کارکنان کے لیے کہ جنہیں عمران خان "گھبرانا نہیں ہے" کا درس دیتے ہیں جبکہ وہ مختلف جلسوں میں اور مخالف سیاست دانوں کے گھروں کے باہر ہلڑ بازی کرتے اور شور مچاتے ہیں۔

۵۔ تحریک انصاف کا شکوہ، الیکشن کمیشن کا جواب شکوہ:

شکوہ اور جواب شکوہ اقبال کی دو نظمیں ہیں شکوہ میں وہ اللہ تعالی سے اپنے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کا گلہ کرتے ہیں اور جواب شکوہ میں خدا تعالی کی طرف سے انسان کی کی گی ہوئی غلطیوں کو بیان کرکے اس کے شکوے کا جواب پیش کرتے ہیں اسی ضمن میں تحریک انصاف کی طرف سے عدالت پر لگائے گئے الزام کو شکوہ اور عدالت کی طرف سے عمران خان کو دیے گئے جوابات کو جواب شکوہ قرار دیتے ہوئے طنز کیا گیا ہے۔

نحوی ترتیب میں ردو بدل:

روز مرہ کے اعتبار سے جملوں کی مخصوص نحوی ترتیب ہوتی ہے مثلا

جملہ فعلیہ :علی کھانا کھاتا ہے۔

فاعل مفعول فعل ۔ فعل ناقص

اس نحوی ترتیب میں تبدیلی کے ذریعے مخصوص لفظ پر زور دے کر معنی میں تبدیلی کی جاتی ہے جیسے علی نے کھایا ' کھانا'

اس تبدیلی سے کھانا پر زور دے کر نئے معنی پیدا کیے گئے ہیں۔

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں نحوی ترتیب میں تبدیلی کی چند مثالیں:

۱۔ حکومت کو مل گیا بڑا سرپرائز

(درست ترتیب) حکومت کو بڑا سرپرائز مل گیا "سرپرائز" پر زور دیا گیا ہے۔

۲۔ سندھ حکومت اوروفاق ہوئے شیر و شکر

(درست ترتیب)سندھ حکومت اوروفاق شیر و شکر ہوئے ،"شیر و شکر "پرزور دیا گیاہے۔

۳۔ قیدیوں کے لئے ہوئیں ثابت محفوظ کن، ورلڈ کپ کی شاندار پرفامنز

(درست ترتیب)ورلڈ کپ کی شاندار پرفارمنسز قیدیوں کے لئے محفوظ کن ثابت ہوئیں۔" محفوظ کن"پرزور دیا گیاہے۔

۴۔ کاؤنٹ ڈاؤن کا ہوا آغاز

(درست ترتیب)کاؤنٹ ڈاؤن کا آغاز ہوا "آغاز"پرزور دیا گیاہے۔

۵۔ وزیر اعظم شہباز نے پہلا دن کیا کام کام اور کام کی نذر

(درست ترتیب) وزیر اعظم شہباز نے پہلا دن کام کام اور کام کی نذر کیا۔"کام کی نذر" پر زور دیا گیاہے۔

محاورات:

محاورہ کا اطلاق خاص طور پر ان افعال پر ہوتاہے جو کسی اسم کے ساتھ مل کر اپنے حقیقی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ محاورہ گفتگو یا تحریر میں حسن پیدا کرتاہے۔

مثال کے طور پر جیو نیوز پر نشر کیے جانے والے یہ ٹکرز ملاحظہ کیجیے۔

"قومی سلامتی کے معاملات میں کسی کی حب الوطنی پر کیچڑ اچھالنے کی روایت کس نے ڈالی ۔"

"کیچڑ اچھالنا محاورہ ہے"۔جس سے مراد بے عزت کرنا۔کیچڑ اسم جب کہ اچھالنا فعل ہے اور ان کے باہم استعمال سے جو محاورہ وجود میں آتاہے وہ ایک نئے معنی پیش کرتاہے۔

ضرب الامثال:

کسی مخصوص علاقے کے مشہور سبق آموز واقعات پر مبنی جملے یا الفاظ جو بطور مثال معاشرے میں رائج ہوں ضرب الامثال کہلاتے ہیں۔معاشرے کی اخلاقی تربیت کے لیے ضرب الامثال بہت اہمیت رکھتے ہیں اس حوالے سے ڈاکٹر صلاح الدین کہتے ہیں:

"علمائے عمرانیات کسی ملک کی کہاوتوں / ضرب الامثال کو بہت اہمیت دیتے ہیں کیونکہ کہاوتیں قدیم سماجی فکر، سماجی اقدار اور معاشرتی روابط کی عکاسی کرتی ہیں"۔[۵]

یہ کہاوتیں یا ضرب الامثال ہمیں نیوز چینلز کے تحریری مواد میں بھی نظر آتی ہیں ۔ کہیں تو ان کہاوتوں کا من و عن استعمال کیا جاتا ہے تو کہیں تناظر کی مناسبت سے از خود ردوبدل بھی کر دیا جاتاہے۔ مثال کے طور پر جیو نیوز پر نشر شدہ یہ ٹکر دیکھیے۔

پٹرول مصنوعات مہنگی کر کے حکومت نے ایک تیر سے تین شکار کر لیے۔

مثالیں:

۱۔ معیشت کا جتنا بیڑا غرق ہونا تھا ہو گیا:

بیڑا غرق ہونا محاورہ ہے جس سے مراد تباہی ہے لفظی معنی تو بحری بیڑے کا سمندر میں ڈوب جانا ہے مگر محاورہ چونکہ مجازی معنی پیش کرتا لہذا اس سے مراد تباہی ہے اور ملک کی معاشی صورت حال کی عکاسی یہ محاورہ خوب کر رہا ہے۔

۲۔ اسپیکر نے پارلیمانی روایات کی دھجیاں اڑا دیں۔

دھجیاں اڑانا۔ مراد ٹکڑے ٹکڑے کرنا ۔ ختم کرڈالنا۔ دھجی چھوٹے کپڑے کو کہتے ہیں اڑانا امدادی فعل ہے حقیقی معنی تو کپڑے کے ٹکڑے کر کے بکھیر دینا ہیں مگر محاورۃ اس سے مراد کسی اصول قانون یا روایات کا پاس نہ رکھتے ہوئے اسے پامال کرنا ہے۔ یہ محاورہ عمران خان کے خلاف عدم اعتماد تحریک پر اسپیکر کے رد عمل کے بارے میں استعمال کیا گیا۔

۳۔ شہباز شریف کے خواب کرچی کرچی

کرچی کرچی سے مراد چھوٹے ٹکڑوں میں بکھرنا ہے یہ اصطلاح آئینہ کے لیے مستعمل ہے یعنی آئینہ کرچی کرچی ہونا محاورۃ اس سے مراد ایسا ٹوٹنا ہے جو واپس جڑ نہ سکے۔ شہباز شریف کے خواب کرچی کرچی سے مراد ان کا وزیر اعظم بننے کا خواب ہے جو کہ عدم اعتماد کے نتیجے میں متوقع تھا مگر حکومت کی جانب سے اسمبلیاں تحلیل کر دینے پر یہ خواب کرچی کرچی ہو گیا۔

۴۔ وزیر اعظم ہوش کے ناخن لیں:

ہوش کے ناخن لینا محاوہ فرہنگ آصفیہ کے مطابق:

جیسے گھوڑے کے ناخن بڑھ جائیں تو وہ ٹھوکریں کھاتا ہے اسی طرح عقل کو گھوڑے سے تشبیہ دی کہ کہا گیا ہے کہ عقل یا ہوش کے نعل بند ھوا دو یا باندھو۔

مراد عقل کو سست تو ہونے سے بچایا جائے یا مہمیز کیا جائے یہ محاورہ عموما کسی کی بیوقوفی کو دیکھ کر انتباہ کے طور پر بولا جاتا ہے۔

۵۔ عالمی سازش کا چورن بکنے والا نہیں۔

چورن بکنا مطلب یہ ہوا کہ طبیبوں نے ہر مرض کا علاج چورن یعنی ہاضمے والی پھکی سے کرنا شروع کر دیا۔۔۔بسوں میں اکثر ہاضمے والی پھکی لے کر پھر رہے ہوتے ہیں اور اس ایک پھکی کے سے تمام کے تمام امراض کا علاج بتا رہے ہوتے ہیں،،،،، چورن بکنا سے مراد یہ ہو گیا کہ بے فائدہ چیز کو عوام میں بے حد فائدہ مند کر کے اپنا کوئی فائدہ حاصل کرنا۔ یہاں اس محاورے کا استعمال عمران خان کی جانب سے پیش کردہ بیرونی سازش کے تناظر میں کیا جا رہا ہے۔

۶۔ سیاسی محاذ آرائی کا اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا۔

"اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا"

اس سے مراد ہے :خدا جانے تقدیر کیا دکھائے؟

معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے؟

اس کہاوت کے وجود میں آنے کے حوالے سے یہ حکایت بیان کی جاتی ہے۔

"ایک مرتبہ ایک کمھار اور گھسیارے نے ساجھے میں ایک اونٹ خریدا۔ گھسیارے نے اونٹ کی پیٹھ کے ایک طرف گھاس لادی اور کمھار نے دوسری جانب اپنے مٹی کے برتن لادے۔ وہ دونوں اونٹ کے ساتھ اپنا اپنا مال فروخت کرنے کے لیے شہر کے بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں اونٹ گردن اُٹھا اُٹھا کر گھسیارے کی گھاس کھاتا جارہا تھا۔ اونٹ کو گھاس کھاتا دیکھ کر کمھار ہنسنے لگا۔ کمھار نے سوچا، عجیب آدمی ہے! میرے نقصان پر ہنس رہا ہے۔ اس نے کمھار سے کہا: ''کاہے ہنسے کمھار کے پوت، کونے کروٹ بیٹھے اونٹ۔'' یعنی اے کمھار کے بیٹے، تو میرے نقصان پر ہنس رہا ہے، دیکھیے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ آخرِکار جس وقت وہ دونوں اونٹ کے ساتھ شہر کے بازار پہنچے، تو اونٹ اُسی کروٹ بیٹھ گیا جس طرف کمھار کے برتن لدے تھے۔ بہت سارے برتن چور چور ہو گئے۔"[۶]

ملک کی سیاسی صورت حال کے تناظر میں یہ کہاوت بر محل ہے کہ بظاہر اپوزیشن نقصان میں ہے حکومت فائدے میں نظر آرہی ہے مگر نہیں معلوم انجام کس کا اچھا ہو۔

۷۔ صدارتی نظام کی بازگشت قابل عمل یا بے وقت کی راگنی۔

مختلف راگ الگ الگ وقتوں میں گائے جاے ہیں اور اسی سے وقت وقت کا راگ کہا گیا ہے اس س یہ محاورہ بنا ہے کہ بے وقت کی راگنی۔یعنی ایسا راگ جو بے وقت گایا جائے۔اس سے مراد ایسی بات ہے جو مناسب حال نہ ہو موقع کام مثال کے طور پر حالی کا یہ شعر:

ہو چکے حالی غزل خوانی کے دن
راگنی بے وقت کی اب گائیں کیا

مندرجہ بالا ٹکر میں صدارتی نظام لانے کے متعلق جو خبریں گردش میں ہیں ان کے بارے میں رائے دی جاتی ہے کہ آیا وہ قابل عمل ہے یا موجود ہ صورت حال میں بے موقع و بے محل بحث ہے جو کہ قابل عمل نہیں۔

۸۔ کہاں راجہ بھوج کہاں گنگو تیلی:

ادنٰی کو اعلٰی سے کیا نسبت؟ دو چیزوں یا دو اشخاص میں زیادہ فرق ہونے کے محل پر اس کہاوت کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کہاوت کے وجود میں آنے کا سبب ایک تاریخی واقعہ ہے جو اس طرح بیان کیا جاتا ہے:

> ''مالوا اور گجرات کے راجا بھوج کی حکومت میں گنگو نامی ایک غریب اور بوڑھا تیلی رہتا تھا۔ اس کا لڑکا علمِ موسیقی میں اس قدر ماہر تھا کہ راگ اور راگنیاں اس کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھیں۔ راجا بھوج بھی سنگیت پریمی تھا۔ ایک مرتبہ کی بات ہے کہ گنگوا تیلی کے لڑکے نے دیپک راگ گا کر راجا بھوج کے محل کے تمام چراغ روشن کر دیے۔ اس سے خوش ہو کر راجا بھوج نے اپنی لڑکی کا بیاہ گنگوا تیلی کے لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت سے یہ کہاوت مشہور ہو گئی کہ ''کہاں راجا بھوج، کہاں گنگوا تیلی۔''''

مراٹھی بھاشا کے مہاراشٹر واک سمپر دائے کوش کے مرتبین کی تحقیق کے مطابق گنگوا تیلی دراصل گنگ راج تیلپ (۹۷۳ء تا۹۹۷ء) ہے۔ جس نے پرمار خاندان کے راجا مُنج کا قتل کر کے اس گدی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اسی منج راجا کو غلطی سے راجا بھوج سمجھ لیا گیا۔

۹۔ عدم اعتماد کا ڈنگ نکلنے والا نہیں:

ڈنگ بچھو کا ہتھیار ہے جس میں زہر بھرا ہوتا ہے جو کہ جان لیوا ہوتا ہے اگر کسی بچھو کا ڈنگ نکال دیا جائے تو اس کا زہر ختم ہو جاتا ہے اور وہ بے ضرر ہو جاتا ہ یعنی ڈنگ نکلنے سے مراد ہے بے ضرر ہو جانا ہے۔ یہ محاورہ یہاں تحریک عدم اعتماد کے متعلق کیا جارہا ہے۔ کہ وہ ہر حال میں نقصان دہ ہے کیونکہ اس کا ذہر نکلنے والا نہیں۔

۱۰۔ ایک کروڑ نوکریاں دیوانے کا خواب ثابت ہوئیں۔

فانی بد ایونی کا شعر ہے:

اک معمہ ہے سمجھنے کا یہ سمجھانے کا

زندگی کا ہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

اس شعر کا دوسرا مصرعے ضرب المثل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے جس سے مراد ایسا معاملہ ہے جو معمہ ہو ایسا معمہ جو قابل حل نہ ہو ا ایسا کام خواب جو حقیقت کا روپ نہ ڈھا سکے۔

اس ٹکر میں عمران خان کے کروڑ نوکریاں دینے کے دعوے کو دیوانے کا خواب کہا گیا ہے جو کہ حقیقت نہ ہو سکا۔

۱۱۔ ہاتھیوں کی لڑائی میں عوام پھنس گئی:

درست محاورہ ہے' ہاتھیوں کی لڑائی میں بے چاری گھاس پستی ہے'۔

جس سے مراد ہے طاقتوروں کی لڑائی میں نقصان کمزور کا ہو گا ہے نہایت بر محل کہاوت ہے یہاں اپوزیشن اور حکومت کی لڑائی میں نقصان عوام کا ہو رہا ہے ہر اعتبار سے۔

ماحصل

اُردو زبان دنیا کی ان چند زبانوں میں سے ایک ہے جن میں ادب کا ایک بڑا اور شہکار ذخیرہ موجود ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اردو کی زبان کی پہلی پہچان اردو ادب ہے تو غلط نہ ہو گا چنانچہ اردو بولنے اور سننے والوں کے لیے زبان میں ادبیت کا تڑکا ایک دلچسپ طریقے کے طور پر رائج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اردو صحافت میں بھی ادب کا تڑکا ایک دلچسپ تجربہ رہا ہے پرنٹ کی صحافت اپنی جگہ مگر نیوز چینلز میں بھی روزمرہ خبروں کی پیشکش کا ادیبانہ انداز عوام کو بھاتا ہے چنانچہ قریب قریب تمام نیوز چینلز حصول مقبولیت کے ایسے حربے عمل میں لاتے ہیں ہم ان حربوں کو حصول مقبولیت کے مثبت حربے کہہ سکتے ہیں (منفی حربوں میں زرد صحافت اور بے بنیاد خبروں کا پرچار شامل ہے) زیر نظر تین نیوز چینل :جیو نیوز، ہم نیوز اور سچ نیوز میں ایسے حربوں کی کئی مثالیں ملتی ہیں حصول مقبولیت کے مثبت حربوں میں درج ذیل نمایاں نظر آتے ہیں: اشعار کا استعمال، تشبیہات و استعارات کا استعمال، قوافی کا استعمال، زبان کی چاشنی کے مختلف حربے جن میں صوتی تکرار، رعایت لفظی، طنز و مزاح اور نحوی ترتیب میں ردوبدل شامل ہیں۔ علاوہ ازیں محاورات اور ضرب الامثال کے بر محل استعمال سے خبروں کو دلچسپ بنانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔

حوالہ جات

۱. اُردو قواعد و انشا نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ،ریسرچ اینڈ ٹریننگ،شری اروند مارگ، نئی دہلی،۲۰۱۲، ص۵۹

۲. اُردو قواعد و انشا نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ،ریسرچ اینڈ ٹریننگ،شری اروند مارگ، نئی دہلی،۲۰۱۲ ،ص ۶۰

۳. https://rekhtadictionary.com/meaning-of-qaafiya?lang=ur ۱۶اگست،۲۰۲۱،بوقت ۲:۳۰ pm

۴. https://adbimiras.com/urdu-nasar-mein-tanz-o-mizah-dr-sheikh-naginvi/ 15 مئی ۲۰۲۱بوقت 11:00 am

۵. صلاح الدین,ڈاکٹر, ضرب الامثال اور محاورات، ،اظہر پبلشرز،لاہور،ص ۵

۶. شریف احمد قریشی ،ڈاکٹر ،کہاوتیں اور ان کا حکایتی و تلمیحی پس منظر،دارلنور، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷۰،۱۷۱

۷. شریف احمد قریشی،ڈاکٹر،کہاوتیں اور ان کا حکایتی و تلمیحی پس منظر،دارلنور،لاہور،ء،ص ۲۲۹، ۲۳۰

باب سوم:

منتخب اردو نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کا جائزہ

منتخب نیوز چینلز کے تحریری مواد میں اغلاط کا لسانی مطالعہ:

گو کہ صحافت کا مقصد خبر کی ترسیل ہے مگر خبر کی ترسیل کے لیے جس وسیلے(زبان) کا استعمال کیا جاتاہے اس کی صحت بھی اتنی ہی اہم جتنی کہ خود خبر رسانی کیونکہ زبان کی غلطی خبر پر یوں اثر انداز ہوتی ہے کہ نہ صرف معنی بدل دیتی ہے بلکہ بعض اوقات غلط معنی کی ترسیل کا باعث بنتی ہے۔ چنانچہ خبر کی تصدیق کے زاویوں کے ساتھ ساتھ خبر کی ترسیل کے زاویوں پر بھی خصوصی توجہ دی جانی چاہیے۔

پاکستان کی قومی زبان اردو ہے چناں چہ پاکستانی صحافت کی زبان بھی اردو ہے۔ مگر موجودہ دور میں یہ اردو انگریزی زدہ ہو چکی ہے جس کی بڑی وجہ ملک میں انگریزی کا دفتری زبان کے طور پر رائج ہونا ہے لیکن یہ وجہ بھی میڈیاپر انگریزی زدہ اردو نشر کرنے کا جواز نہیں ہو سکتی کیونکہ میڈیا کے بارے میں ایک عام رائے یہ پائی جاتی ہے کہ میڈیا کا بھی عوام کی ذہن سازی میں کسی بھی ملک کے لیے اہم کردار ادا کرتا ہے اس عمل میں جہاں ذہنوں کی فکری و نظریاتی آبیاری ہو رہی ہوتی ہے وہیں شعوری وغیرہ شعوری طور پر زبان کی ترسیل کا عمل بھی جاری رہتا ہے ۔ لہٰذا میڈیا جہاں خبر کی صداقت کا ذمہ دار ہوتاہے وہیں درست زبان کے استعمال کا پابند بھی رہتاہے مگر پاکستان میں معاملات اس کے برعکس ہیں۔ مملکتِ خداداد میں جہاں میڈیا میں اجارہ داری کے باعث خبروں کو مخصوص زاویوں سے پیش کیا جاتا ہے وہیں زبان کی صحت کے اصولوں سے بھی صرفِ نظر کیا جارہاہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ صحافت کی یہ ابتر حالت ہمیشہ سے نہیں تھی ۔ الیکٹرانک میڈیا کی آمد سے قبل اخبارات و رسائل میں پیش کی جانے والی تحریریں ادبی نمونوں کے طور پر پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر الیکٹرانک میڈیا میں فوری خبر رسانی، اختصار اور اولیت کی دوڑ نے زبان کی صحت کو

بہت نقصان پہنچایا ہے گو کہ سرکاری ٹی وی(پی ٹی وی)کو امتیاز حاصل ہے کہ اس نے نہ صرف زبان کی صحت کا خیال رکھا بلکہ زبان زبان اردو کی ترقی و ترویج میں بھی اہم کردار ادا کیا مگر یہ تب تک تھا جب پی ٹی وی اکیلا الیکٹرانک چینل تھا۔ پرائیویٹ میڈیا کی بھر مار نےپی ٹی وی کی قدر کو کم کردیا تو نتیجتاً پی ٹی وی نے اپنی ساکھ کو موجودہ دور میں اردو نیوز چینلز پر جا بجا لسانی اغلاط نظر آتی ہیں ۔ خواہ تحریری ہوں یا تلفظ کی دونوں حوالوں سے زبانِ اردو خطرے میں ہے۔

اس تحقیق میں منتخب نیوز چینلز کے تحریری مواد کا جائزہ لیتے ہوئے لسانی اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ذیل میں ہم منتخب نیوز چینلز پر نشر کیے جانے والے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔ ا ن اغلاط کی تقسیم لسانیات اور قواعد کے تحت کی گئی ہے تاکہ تفہیم آسان رہے۔

الف: قواعد کی اغلاط:

املا

املا کے لغوی معنی ہیں" پر کرنا، یاد رکھنا یا لکھوانا "اصطلاح میں" رسم الخط کے مطابق درست لکھائی یا تحڑیر املا کہلاتی ہے۔

رشید حسن خان کے مطابق:

> "اردو رسم الخط کے مطابق ، لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔"[1]

(املا ءباب افعال سے عربی مصدر ہے اور عربی میں اس کا صحیح املا ہمزہ کے ساتھ ہے۔املاء لیکن اردو میں اِملا کا لفظ ہمزہ کے بغیر لکھا جاتاہے۔)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری اِملا کی تعریف یوں کرتے ہیں:

> "کسی لفظ کو مقررہ ضابطوں کے ساتھ اس طرح لکھنا کہ بولنے اور پڑھنے میں اسے صحیح تلفظ کے ساتھ ادا کیا جا سکے۔ الفاظ کی صورت نویسی کا تعلق املا سے ہے اور اس صورت نویسی میں مستعمل روشِ خط کو صورت نویسی کی بنیاد مانا جائے گا اور اسی روش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حرفوں کے جوڑ اور پیوند کی مختلف شکلوں کی معیار بندی کی جائے گی۔ "[۲]

اردو میں خط، تحریر کے لیے خط نستعلیق کی روش کو مسلمہ طور پر قبول کیا جاتا ہے چنانچہ املا کی بنیاد اسی خط کو مانا جائے گا۔

کسی لفظ کے صحیح املا کو جانچنے کے لیے چار نقات مدِ نظر رکھے جا سکتے ہیں ۔

- لفظ میں جس حرف کا استعمال چلن میں ہو وہی استعمال کیاجائے۔مثلاً گھر کو گہر نہیں لکھا جا سکتا۔ یا صابن کو سابن نہیں لکھا جا سکتا۔
- لفظ میں حروف کی ترتیب درست ہو ۔
- نقطے صحیح جگہ پر رکھے گئے ہوں۔
- لفظ کی بناوٹ میں حروف کا جوڑ، توڑ درست ہو ۔

خلیق نقوی کے مطابق املا کے مسائل کو دوحصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم ان مسائل کی جنھیں فنی کہا جا سکتاہے مثلاً حروفِ علت کی بعض آوازوں کے لیے نئی علامتوں کا تعین ۔ (ذرائع ابلاغ میں عموماً املا کے فنی مسائل پر غور نہیں کیا جاتا)۔

دوسری قسم علمی ہے جس کے دو جزو ہیں۔

- ہجا
- لفظ کی بناوٹ اور لکھت

ہجا:

"انسان اپنا عندیہ ظاہر کرنے کے لیے اپنے حلق سے مختلف آوازیں نکالتے ہیں یہ آوازیں کوئی نہ کوئی شکل اختیار کر لیتی ہیں اور ان شکلوں سے وہ علامتیں بنتی ہیں جنھیں ہم حروف ابجد یا حروف تہجی کہتے ہیں۔ مثلاً ا ب، وغیرہ ان حروف سے لفظ بنتا ہے۔ اور پھر الفاظ کے مجموعے سے جملے بنتے ہیں ان جملوں کی ترتیب سے تحریر یا تقریر وجود میں آتی ہے۔ "[۳]

اردو میں درج ذیل حروفِ تہجی ہیں۔

ا، ب ،پ، ت، ٹ، ث، ج، چ، ح،خ، د ، ڈ، ذ، ر ، ڑ، ز، ژ ، س ، ش ، ص، ض، ط، ظ ، ع ، غ ، ف ، ق ، ک ، گ، ل، م نو و، ہ ء، ی ، ے۔بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ ،دھ ، ڈھ رھ، کھ ، گھ ، لھ ، مھ ، نھ

(اگرچہ یہ حرف جنھیں دو حرفوں سے ملا کر ایک کیا گیا ہے دو دو آوازوں سے مل کر بنتے ہیں لیکن یہ مرکب آواز ایک ہی آواز کو ظاہر کرتی ہے۔)

لفظوں کو ایک ترتیب میں لا کر جو جملہ بنا یا جاتاہے ۔ اس میں حرکات کا استعمال ہوتا ہے۔ حروف کو انہیں حرکات سے جوڑ کر لفظ میں ڈھال دیا جاتاہے۔

یہ حرکات لفظ میں شامل ہو کر اس کے رکن بن جاتے ہیں۔ حرکات تین قسم کی ہیں:

زبر، زیر، پیش

زبر:

زبر کی علامت(ــَـ) ہے۔ یہ ہمیشہ حروف کے اوپر لکھی جاتی ہے۔ عربی میں زبر کا مطلب ہے فتح اور جن حروف کے اوپر زبر استعمال ہوتی ہے انھیں مفتوح کہتے ہیں۔ جیسے:خَرَاب، میں خ اور ب مفتوح ہیں۔

زیر:

زیر کی علامت کو حروف کے نیچے (ـــِـ) استعمال کیا جاتا ہے۔ عربی میں زیر کو کسرہ کہا جاتاہے اور جس حرف کے نیچے یہ استعمال میں آئے اس کو' مکسور 'کہا جاتاہے۔ اسِیر ، اسیر میں س مکسور ہے۔

پیش:

اس کی علامت (ـــُـــ) ہے ۔ یہ ہمیشہ حروف کے اوپر لکھی جاتی ہے۔ عربی میں پیش کو"ضم " اور جس حرف پر یہ استعمال ہو اسے" مضموم "کہتے ہیں۔' حُکم' میں' ح 'مضموم ہے۔

جن حروف پر یہ علامتیں استعمال ہوتی ہیں ۔ وہ متحرک کہلاتے ہیں اور جس پر یہ استعمال نہیں ہوتیں وہ ساکن کہلاتے ہیں۔ اور ساکن کی علامت (ـــْـ) ہے۔ جو علم ان مسائل پر بحث کرتاہے اور اس سے متعلق ہمیں بتاتا ہے اسے علم" ہجا "کہتے ہیں۔

مولوی عبدالحق قواعد اردو میں لکھتے ہیں:

> "اردو حروفِ تہجی کل ملا کر پچاس ہیں اور ان میں ہر قسم کی آواز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ ۔۔۔اردو کو علاوہ فارسی، ہندی کے عربی سے بھی تعلق ہے۔ ۔۔۔چنانچہ ز ، ذ، ض، ظ یا ڈ الگ حرف ہیں جن کی آواز قریب قریب یکساں معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح س، ث، اور ت ، ط اور ح، ہ ۔۔۔عام طو رپر ان حروف کے تلفظ میں زیادہ فرق نہیں پایا جاتا۔"[۴]

چنانچہ اردو حروف ِ تہجی میں متعدد حروف ایسے ہیں جو قریب قریب یکساں یا ملتی جلتی آوازوں کو ظاہر کرتے ہیں یہی سبب بنتاہے کہ تحریر میں تلفظ کے مطابق حروف لانے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

ایسے حروف کو سات اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

- ا اور ع یا ء والے حروف
- ط ۔ ت والے حروف

- ح اور ہ والے حروف
- ث، س اور ص والے حروف
- ز، ذ ،ظ، ض والے حروف
- ق اور ک والے حروف
- ۔ ژ اور ی والے حروف

لفظوں کی بناوٹ:

فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

"حروف کو باہم ملانے کے جو اصول مقرر ہیں ان کی پابندی کی گئی ہو، یعنی ہر لفظ میں حروف اور ان کے شوشے اور جوڑ وغیرہ کسی ضابطے کے تحت بنائے گئے ہوں مثلاً انسان کو انسان اور بس کو بس کی صورت میں لکھا گیا تو درست نہ ہو گا اس لیے کہ ن اور ب کو س سے اس طرح نہیں بلکہ الف کی شکل میں ملایا جاتا ہے۔"[۵]

رشید حسن خان لکھتے ہیں:

" صحیح املا کے لیے یہ ضروری ہے کہ لفظ میں حرفوں کا تعین اور ترتیب ٹھیک ٹھیک ہو اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حرفوں کے جوڑ پیوند درست ہوں۔ نقطے صحیح جگہ پر ہوں، اسی طرح شوشوں میں بھی جوڑ پیوند کے صحیح طریقوں کو ملحوظ نہ رکھنے سے صحتِ املا پر حرف آ سکتاہے۔"[۶]

جوڑ ، پیوند، شوشے ،نقطے:

اردو رسم الخط کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اکثر حرف چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں ترتیب پا کر ل کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا لکھنے والوں کے لیے یہ ضروری ہے وہ حرفوں کے جوڑ پیوند کے مسلمہ طریقوں کی پابندی کریں۔ خط نستعلیق کے اصولوں کے تحت حرفوں کے جوڑ ،پیوند اور شوشوں کی نمود کے متعلق جو قاعدے بنائے گئے ہیں ان کو ملحوظ رکھا جائے۔

لفظوں کو ملا کر لکھنا:

رشید حسن خان اردو املا میں رقمطراز ہیں۔

"اردو میں شوشے ، جوڑ، نقطے حرفوں کے مختلف الصورت چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ، حروف متشابہ، یہ سب کچھ اس قدر اور اس طرح ہے کہ ان سب کے ساتھ لفظوں کو ملا کر لکھنا نگاہ کو مزید آزمائش میں مبتلا کرنا اور طالب علم کو حیران کرنا ہے۔ لکھنے اور پڑھنے میں آسانی اس میں ہے کہ لفظوں کو ملا کر نہ لکھا جائے بلکہ وہ مرکبات اب مفرد لفظوں کی حیثیت اختیار کر چکےہ یں ان کو بھی الگ الگ لکھا جائے۔ "ے

اگر درست املا کی بات کی جائے تو لفظوں میں فاصلے اور لفظوں کی ملا کر لکھنے کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کمیٹی کی پیش کردہ مندرجہ ذیل تجاویز زیر نظر رکھنی چاہیئں۔

١. الف (لفظوں کے درمیان فاصلہ رکھا جائے اور یہ فاصلہ یکساں ہو جو ایک ہی لفظ کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں رکھا جائے۔
٢. ب (ایک لفظ کے اوپر دوسرا لفظ یا ایک حرف کے اوپر دوسرا حرف کسی حالت میں نہ لکھکا جائے۔
٣. مرکب الفاظ آپس میں ملا کر لکھنے کی بجائے الگ الگ لکھے جائیں)خوب صورت، خوش رنگ۔
٤. مشتقات سابقے / لاحقے (پر مشتمل الفاظ کو ملا کر لکھا جا سکتاہے۔) شاندار۔ بیرنگ
٥. ضمائر کو کلمات جار کے ساتھ ملا کر لکھا جا سکتاہے۔(مجھکو ، جسکا)
٦. گا، گے، گی کو افعال کے ساتھ ملا کر نہیں بلکہ الگ الگ لکھنا چاہیے(جائے گا،چاہیں گے)
٧. انگریزی اور دیگر زبانوں کے الفاظ اردو میں جس طرح رائج ہیں ویسے ویسے ہی لکھے جانے چاہییں البتہ کوئی نیا لفظ ہو تو ا س کے لیے صوتی اجزاء کو الگ الگ لکھنا مناسب ہو گا۔ (یونیورسٹی، ٹیلیفون)

منتخب نیوز چینلز کے تحریری مواد میں املا اور ہجا کی اغلاط کا لسانی مطالعہ:

مندرجہ بالا گفتگو کے تناظر میں املا کی اغلاط کی جو صورتیں ہمارے سامنے آئی ہیں ان میں

- لفظ کی بناوٹ اور لکھت
- حروف کا چلن
- حروف کی ترتیب
- لفظوں کو ملا کر لکھنا

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں املا کی اغلاط کے نمونے:

نمبر شمار	ٹکرز/بریکنگ باکس	املا کی غلطی	غلطی کی نوعیت	درست املا
۱	حسن علی کمر کی تقلیف کے باعث ٹیم سے باہر	تقلیف	حروف کا چلن	تکلیف
۲	کرک ، سال میں تین بار ہندوں کو اپنے مقدس مقامات پر آنے کی اجازت دی جائے	ہندوں	حروف کی ترتیب	ہندوؤں
۳	دونوں ٹیمیں بہترین ہیں جو ہم بہتر کھیلی گی وہی جیتے گی	کھیلی	حروف کا چلن	کھیلے
۴	وزیر خواجہ شاہ محمود قریشی کا تقریب سے خطاب	خواجہ	لفظ کی بناوٹ	خارجہ
۵	نواز شریف کا پہلا روضہ کہاں ہو گا	روضہ	حروف کا چلن	روزہ
٦	چیمہ گوئیاں شروع ہو چکی ہیں کہ آخر وہ گروپ کونسا ہے	چیمہ گوئیاں	حروف کی ترتیب	چہ مہ گوئیاں

۷	ہمارا عظم خوشحال پاکستان	عظم	حروف کا چلن	عزم
۸	شعبہ امراض کلب کے ڈاکٹرز کا فدوس عاش اعوان کا طبی معائنہ	کلب	حروف کا چلن	قلب
۹	اسلام آباد ، بھول ہڑتالی کیمپ	بھول	ٹائپنگ کی غلطی	بھوک
۱۰	عوام سے احتیاط کی توقع کرنا خود قریبی ہے	خود قریبی	حروف کا چلن	خود فریبی
۱۱	کیا کراچی میں زمینوں کے معاملات کچھ لیئے دیئے بغیر تے ہو جائیں گے۔	تے	حروف کا چلن	طے
۱۲	مہم کے دوران۲۹ اضلاع میں پولیو کے خطرے پلائے جائیں گے	خطرے	ٹائپنگ کے مسائل	قطرے
۱۳	حکومتی اعوانوں میں ہلچل	اعوانوں	حروف کا چلن	ایوانوں
۱۴	جلوس میں فریح اقدس کے علاوہ دیگر تعزیئے الم پاک اور ذولجناح بھی شامل	الم پاک	حروف کا چلن	عَلم
۱۵	کنوے کی ۱۲۰۰ میٹر گہرائی تک ڈرل کی گئی	کنوے	لفظ کی بناوٹ	کنویں
۱۶	ریاست کمذور ظاہر کرے تو یہ ملک کے لیے اچھا نہیں ہوتا	کمذور	حروف کا چلن	کمزور
۱۷	نمک کے بغیر کھانا نمکین اور زائقے دار کیسے بنایا جائے	زائقے	حروف کا چلن	ذائقے

۱۸	یار محمد رند نے خود کو وزارت اعلیٰ کے لیے موضوع قرار دے دیا۔	موضوع	لفظ کی بناوٹ	موزوں
۱۹	وزیر اعظم کا بڑا فیصلہ، سرکاری چھوٹیاں ختم	چھوٹیاں	لفظ کی بناوٹ	چھٹیاں
۲۰	سعودی حکومت کا خواتین کے لیے عمرے کی آدائیگی سے متعلق بڑی خبر	آدائیگی	حروف کا چلن	ادائیگی

لفظوں کو ملا کر لکھنا:

نمبر شمار	ٹکرز	اغلاط	اغلاط کی درستی
۱	مندروں کو ٹورزم سپاٹ ڈیکلیئر کرنے سے لاکھوں لوگ پاکستان آئینگے	آئینگے	آئیں گے
۲	برطانیہ نے کورونا کے علاج کے لیے گومی کی منظوی دیدی	دیدی	دے دی
۳	عبادت کیخلاف اسکاٹ لینڈ ۸۵ رنز پر ڈھیر	کیخلاف	کے خلاف
۴	پاکستان افغانستان میں امن کے لیے کردار ادا کرتا رہیگا	رہیگا	رہے گا
۵	۱۰ ارب کی سرمایہ کاری آئیگی	آئیگی	آئے گی
۶	ضمیر بیچ کر لوٹا بننے کا کاروبار ہمیشہ کے لیے بند کر دیگا	دیگا	دے گا
۷	مشید بی بی کیخلاف عدم اعتماد پیش ہوئی ساتویں روز ووٹنگ کرائی گئی تھی	کیخلاف	کے خلاف
۸	گھروں میں کام کرنیوالی خواتین کے درجے بلیک میل کرنے والا گینگ گرفتار	کرنیوالی	کرنے والی
۹	حالتِ وقف کس معروف ادارہ کیساتھ ڈنر پر جانا چاہتے ہیں	کیساتھ	کے ساتھ
۱۰	اسوقت انھیں عمران خان کا بچنا پاکستان کے بچنے سے زیادہ اہم لگ رہا ہے	اسوقت	اس وقت

امالہ:

"لغوی اعتبار سے یعنی مائل کرنا، کسی شے کو کسی دوسری شے کی طرف موڑ دینا ، قواعد کی رو سے کسی لفظ کے آخری الف، یا اس کی آخری ہائے ہو یا آخری عین (ع) کو کسرے یا یائے مجہول(ے) میں تبدیل کر دینا۔"[۸]

یوں تو جب متذکرہ الفاظ کی جمع بنا دی جاتی ہے تو اس میں امالہ آجاتا ہے مگر اصلی امالہ اسی حالت میں ہوتا ہے جب الف، یائے ہوز، ع پر ختم ہونے والے الفاظ کو حروف مغیرہ یعنی سے، میں ،تک، پر، کا، کے ،کی ،نے ، کو سے مربوط کر دیا جائے۔جیسے علی گھوڑے پر سور ہو رہا ہے۔ احمد کلکتے سے آ گیا ہے۔

امالہ کی صورتیں:

۱. عربی ، فارسی کے وہ الفاظ جن کے آخر میں ہائے ہوزہوتی ہے بشرطیکہ وہ اسمائے مفعول و اسمائے صفات نہ ہوں مثلاً مناظرہ، مشاعرہ
۲. عربی کے وہ الفاظ جو(ع) پر ختم ہوتے ہیں،(بصورت واحد) ان کی عین حرکت کسرہ میں تبدل ہو جاتی ہے۔ جیسے:"مرقع ہیں ترے چاک گریبانوں کے"

اس صورت میں مرقع کی آواز اور اس کا وزن مُرقے ہو گا۔

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں امالہ کی اغلاط کی چند مثالیں:

۱. ٹی ایل پی کے ساتھ معاہدہ کی تفصیل ایک روز میں آ جائے گی ۔ (غلط)
ٹی ایل پی کے ساتھ معاہدے کی تفصیل ایک روز میں آ جائے گی ۔(درست)
۲. ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے جنازہ کو قومی جنازہ کا درجہ دے دیا گیا۔(غلط)

ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے جنازے کو قومی جنازہ کا درجہ دے دیا گیا۔(درست)

۳. ڈی آئی خان حادثہ میں ۲ افراد جاں بحق(غلط)

ڈی آئی خان حادثے میں ۲ افراد جاں بحق(درست)

۴. جی او پی کیلیے ہمارے قومی اور مشترکہ بین الاقوامی ورثہ کا تحفظ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ (غلط)

جی او پی کیلیے ہمارے قومی اور مشترکہ بین الاقوامی ورثے کا تحفظ نہایت اہمیت کا حامل ہے(درست)

۵. افغانستان میں انسانی(المیہ) سے بچنے کے لیے عالمی برادری کو توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔ (غلط)

افغانستان میں انسانی المیے سے بچنے کے لیے عالمی برادری کو توجہ مرکوز کرنی ہوگی۔(درست)

چند ایسے الفاظ جو بولنے میں ایک جیسے ہیں مگر لکھنے میں املا الگ ہے اور الگ معنی دیتے ہیں۔ ایسے الفاظ کی اغلا ط نیوز چینلز کے تحریری مواد میں دیکھی گئی ہیں۔

۱۔ پتا : جگہ کا پتا پتہ : درخت کا پتہ

یہاں ہماری مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا۔

پولیس تلاش کرتی رہی لیکن بچوں کا پتہ نہ ملا۔

۲ ۔ وتیرہ: عادت وطیرہ : خواہش پوری کرنا

کچھ لوگوں نے وعدہ خلافی کو وطیرہ بنا لیا۔

مہنگائی میں کمی کا عوامی وتیرہ اولین ترجیح ہے۔ صوبائی وزیر

۳۔ زردا: تمباکو زردہ : میٹھے چاول

مجھے کھانے میں دال اور زردا پسند ہیں۔ میرا

۴۔ حل: جواب / ملانا/ حل کرنا ہل: کھیت میں بیج بونے والا آلہ

کھیت میں حل چلانا آسان کام نہیں

۵۔ نالا: چھوٹی ندی نالہ: رونا

شام آٹھ بجے چینلز پر نالا شروع ہو جاتاہے۔ وزیر اطلاعات

۶۔ چارا: جانوروں کی خوراک چارہ: تدبیر

نئے انتخابات ہی آخری چارا ہیں۔عمران خان

جانوروں کا چارہ بھی مہنگا ہو گیا۔

۷۔ سالا: بیوی کا بھائی سالہ : سال سے متعلق

پاک امریکہ تعلقات کی ۷۵ سالا تقریبات کا آغاز

۸۔ سبا: ملک یمن کا شہر صبا: ہوا

سبائے صبح روح کو تازگی دیتی ہے ۔

۹۔حامی: حمایت کرنے والا ہامی: ہامی بھر لینا

ورلڈ بینک نے مزید قرضہ دینے کی حامی بھرلی۔

۱۰۔ واقع : موجود واقعہ: وقوع پذیر ہونا

ڈکیتی کاواقع تھانے کی حدود سے باہر ہوا۔

الفاظ کے آخر میں' ا 'اور' ہ 'کی بحث

اُردو کے بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن کے آخر میں الف' ا 'آتاہے ، ایسے الفاظ کو عربی ، فارسی کے طرزِ تحریر کے مطابق' ہ 'سے بھی لکھا جانے لگا ہے جو کہ درست نہیں۔

یہاں ہم ایسی چند اغلاط بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جو کہ نیوز چینلز پر بھی نشر کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	درست املا	غلط املا
۱	بٹوا	بٹوہ
۲	بگولا	بگولہ

۳	بنگلا	بنگلہ
۴	بھروسا	بھروسہ
۵	دورانیا	دورانیہ
۶	کنارا	کنارہ
۷	تھانا	تھانہ
۸	کمرا	کمرہ
۹	کٹہرا	کٹہرہ
۱۰	بدلا	بدلہ

بہت سے الفاظ ایسے بھی ہیں جو' ا'اور' ہ 'دونوں سے لکھے جاتے ہیں۔ لیکن دونوں کے معنی جدا ہوتے ہیں۔اس حوالے سے بھی اکثر اغلاط نظر سے گزرتی ہیں مثال کے طور پر

ا۔ گلا ،حلق کا سامنے کا حصہ گلہ، شکوہ

۲۔بہرا ،جو سن نہ سکے بہرہ، حصہ

۳۔ سایا، ایک قسم کی پوشاک سایہ، چھاؤں

صرف و نحو:

- ### علم صرف:

علمِ صرف وہ علم ہے جس میں الفاظ کی ترتیب و ترکیب کے اصولوں سے متعلق بحث کی جاتی ہے۔انگریزی میں اس کے لیے The Conjunction کی اصطلاح مستعمل ہے۔

مولوی عبدالحق کے مطابق

> "صرف میں الفاظ سے بحث ہوتی ہے۔ ۔۔۔بعض لفظ بے معنی یا مہمل بھی ہوتے ہیں لیکن ان کا تعلق قواعد سے نہیں، قواعد میں صرف با معنی الفاظ سے بحث کی جاتی ہے ۔"[۹]

علمِ صرف کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اس میں الفاظ کی اقسام اور ان کی مختلف حالتوں کے ساتھ محل استعمال کے اصول و قوانین زیر ِ بحث لائے جاتے ہیں۔ یہاں ہم صرف کے چند اہم اور بنیادی اصولوں کا تذکرہ کریں گے۔ جو عموماً تحریر میں درپیش رہتے ہیں۔

- تذکیر و تانیث
- واحد جمع
- مصدر
- اضافت و ترکیب

علم نحو:

علم نحو قواعد کی وہ قسم ہے جس میں مرکب جملوں اور عبارتوں سے بحث کی جاتی ہے ۔ اس میں جملوں کو جوڑنا، توڑنا اور ان کا آپس میں تعلق معلوم کرنا سیکھا جاتاہے۔

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں صرف و نحو کی متفرق عمومی اغلاط۔

نمبر شمار	ٹکرز	صرف و نحو کی اغلاط	اغلاط کی درستی	اغلاط کی نوعیت
۱	سماجی رابطوں کی ویب سائٹ فیس بک ہمیشہ عوامی بھلائی کے بجائے کمپنی کے مفادات کو اہمیت دیتی ہے	کے بجائے	کی بجائے	تذکیر و تانیث
۲	آئین میں تمام اقلیتی برادری کے حقوق درج ہیں	تمام اقلیتی برادری	اقلیتی برادری	حشو زوائد
۳	ٹی ایل پی سے معاہدے کے بعد کیا اقدامات ہوئے؟	اقدامات ہوئے	اقدامات اٹھائے گئے	محاورے کی غلطی
۴	کراچی کے حالات بہت زیادہ مخدوش ہیں	بہت زیادہ	زیادہ مخدوش	حشو زوائد

		مخدوش		
۵	فیصلے کے بارے میں وزارت خارجہ نے بھارتی کے ناظم الامور کو آگاہ کیا	بھارتی کے	بھارت کے / بھارتی	
۶	میڈیا پر کافی عرصے سے خبریں سرگرم ہیں کہ	خبریں سرگرم	خبریں گردش	روزمرہ کی غلطی
۷	شب برات کی رات آتش بازی اور جشن کا سماں	شب برات کی رات	شب برات	حشوزوائد
۸	تمام علماؤں کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔	علماؤں	عالموں / علماء	واحد / جمع
۹	خلاف ورزی پر سپیکر کاروائی کریں گے جو سب کو قابلِ قبول ہو گی ۔	سب کو قابل قبول ہو گی	سب کے لیے قابل قبول / سب کو قبول	روزمرہ
۱۰	پاکستان کا ٹاس جیت پر بیٹنگ کا فیصلہ	پر	کر	روزمرہ

ب۔ لسانیات کی اغلاط:

ا۔ کوڈمکسنگ

وکیپیڈیا کے مطابق:

"Code mixing is the mixing of two or more languages or language Uarieties in speech."[۱۰]

کسی ایک زبان کے تحریر یا تقریر میں کسی دوسری زبان کے الفاظ کا استعمال کو ڈمکسنگ کہلاتا ہے۔ جیسا کہ:

۱. وہ ٹریفک جام میں پھنس گیا

۲. And take off the sstopid hopi topi

کوڈ مکسنگ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

۱. ان الفاظ کا استعمال جن کا اپنی زبان میں مترادف موجود نہ ہو اور وہ من و عن استعمال کیے جائیں یا انھی زبان میں مستعمل ہوں۔
۲. ان الفاظ کا استعمال جن کے مترادفات موجود ہوں مگر دوسری زبان کے الفاظ زیادہ قابلِ فہم ہوں۔

کوڈ مکسنگ عموماً ذو لسانی معاشروں میں مستعمل ہے۔ ایسے معاشرے جہاں کے افراد ایک سے زیادہ زبانوں پر عبور رکھتے ہوں۔ لہٰذا جب انھیں اپنی بنیادی زبان میں اظہار کے لیے الفاظ نہیں ملتے تو وہ اس کے لیے دوسری زبان کا سہارا لیتے ہیں اور یوں ایک تحریر یا تقریر میں دو زبانوں کا رنگ جھلکنے لگتا ہے۔

کوڈ مکسنگ میں دو مختلف زبانوں کے لسانیاتی نظام کو بعض اوقات یکساں طور پر برتا جاتا ہے مثال کے طور پر اردو زبان میں جب انگریزی کے الفاظ کو شامل کیا جاتا ہے تو ان کی جمع انگریزی کی بجائے اردو کے اصولوں کے مطابق بنائی جاتی ہے یوں وہ الفاظ اردو میں ضم ہو کر اس کا حصہ بن جاتے ہیں۔ دوسری جانب انگریزی کے الفاظ کو انگریزی اصولوں کے مطابق فرضی تبدیلیاں کر کے اردو میں استعمال کیا جاتا ہے۔

> "کوڈ مکسنگ ایک طرح کا لسانیاتی تجربہ ہے جو زبان کو وسعت دیتا ہے اور اظہارِ بیان میں وضاحت اور صراحت پیدا کرتا ہے۔"

معروف شاعر اور ماہرِ اردو لسانیات ساحر لکھنوی کے بقول:

> "بعض الفاظ اپنی اصل زبان سے دوسری زبانوں تک پہنچ کر اس کا حصہ بن جاتے ہیں، ہم اسے الفاظ کی ہجرت کہتے ہیں۔'اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک عمرانی عمل (social process) ہے جو از خود وقوع پذیر ہوتا ہے، مگر زبردستی ایک زبان میں دوسری زبان کے الفاظ استعمال کرنا معیوب سمجھا جاتا ہے بلکہ سامعین کے لیے سمع خراشی کا بھی سبب بنتا ہے۔"[1]

پاکستان کی قومی زبان اردو ہے مگر یہاں صدیوں سے انگریزی دفتری زبان کے طور پر رائج رہی ہے۔ چنانچہ پاکستانی معاشرے میں دونوں زبانیں بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے عموماً ہماری یہاں کے لولوں کی تحریر و تقریر کوڈمکسنگ پر مبنی نظر آتی ہے۔ بالخصوص ہم بات کر رہے ہیں ذرائع ابلاغ کی زبان کی تو وہ بھی کوڈ مکسنگ پر مبنی ہے مگر یہاں کوڈ مکسنگ کے اصولوں سے مکمل صرفِ نظر کیا جاتاہے۔ انگریزی کے ایسے الفاظ لکھے اور بولے جاتے ہیں جن کے بہترین مترادفات اردو میں موجود ہیں اور مستعمل بھی ہیں۔ یہ عمل کوڈ مکسنگ سے زیادہ انگریزی کی بالادستی کی عکاسی کرتاہے جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے انگریزی الفاظ کے ساتھ ساتھ انگریزی جملے بھی لکھے اور بولے جاتے ہیں ناصر عباس نیر کہتے ہیں۔

"اس طرح کے سینکڑوں جملے ہم دن رات سنتے ہیں جن کی لغوی ساخت تو اردو کی ہوتی ہے مگر جملے آدھے انگریزی کے الفاظ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان جملوں کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوتا کہ اردو پر انگریزی کا اثر پیچیدہ اور تہہ دار ہے۔

سیٹوں، ہوٹلوں، ڈگریوں انسٹی ٹیوٹوں ، وغیرہ یہ مارفیمیاتی آمیزش کی مثالیں ہیں۔ اس طرح کی زبان زیادہ تر ریڈیو ، ٹی وی چینلز ،سرکاری دفتروں ، تعلیمی اداروں، نجی اور سرکاری تقریبات میں سنائی دیتی ہیں۔"[۱۲]

یہ عمل اردو کے ذخیرہ الفاظ میں تو شاید کچھ اضافے کا سبب بنے مگر اس کا زیادہ اثر اردو کے اپنے الفاظ کا چلن ختم کر رہاہے۔ کوئی زبان تب تک ہی زندہ رہتی ہے جب تک کہ وہ استعمال میں رہتی ہے۔ اردو گو کہ عالمی سطح پر بولی اور سمجھی جاتی ہے مگر اس طرح کی گلابی اردو رفتہ رفتہ اردو کی شناخت کو کمزور کر رہی ہے۔ اسی حوالے سے ہندی کی مثال لے لیجیے گو کہ ہندی فقط ہندوستان کی زبان ہے مگر اپنے کروفر کے ساتھ مستعمل ہے کیونکہ اس معاشرے میں انگریزی کی بالادستی کے باوجود انگریزی آمیز ہندی بولنے کا رجحان بہت کم ہے،ادریس صدیقی کے مطابق:

" پاکستان کے مقابلے میں بھارت کا معاشرہ زیادہ انگریزی زدہ ہے مگر بھارتی ہندی چینلوں پر کثرت سے سنسکرت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں اور ان کی

کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ انگریزی اور بالخصوص اردو کے الفاظ کے استعمال
سے اجتناب برتیں۔"[۱۳]

حاصل بحث یہ ہے کہ چند نکات ایسے ہیں جنھیں مدِ نظر رکھا جائے تو کوڈمکسنگ کا تجربہ قطعاً قابلِ اعتراض نہ رہے گا۔ مثلاً:

۱. دوسری زبان کے ایسے الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جن کے بہترین مترادفات اپنی زبان میں موجود ہوں۔
۲. دوسری زبان کے جو الفاظ مستعار لیے جائیں انھیں اپنی زبان کا حصہ بنا کر اپنی زبان کے لسانیاتی اصولوں کے مطابق بڑھایا جا سکے۔
۳. اصطلاحات کا من و عن استعمال کیا جائے۔

نوٹ:

(کوڈ مکسنگ کے ضمن میں صرف انگریزی آمیزش کے جملے پیش کیے جا رہے ہیں کیونکہ دیگر زبانوں سے جو الفاظ اردو میں آئے ان میں سے بیشتر اردو میں ضم ہو کر زبان کا حصہ بن گئے ۔ کچھ ایسے ہیں جن کا چلن عام نہ رہا اور وہ متروک ہو گئے۔ دوسرے عربی اور فارسی سے اب اردو بولنے والوں کے وہ مراسم بھی نہیں رہے جو زبان پر اثرات مرتب کریں ۔ چنانچہ دورِ حاضر میں کوڈ مسکنگ کے ذمرے میں بڑا ذخیرہ انگریزی آمیز زبان ہی کا موجود ہے۔)

ذیل میں نیوز چینلز کے تحریری مواد میں سے دو طرح کے کوڈمکسنگ کے نمونے پیش کرتے ہیں۔

- اول ایسے انگریزی الفاظ جن کے مترادفات اردو میں موجود ہیں اور مستعمل بھی ہیں۔
- دوسرے ایسے الفاظ اور اصطلاحات جو کہ معاشرے میں رائج ہو چکی ہیں اور اردو مترادفات کے مقابلے میں بہتر طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہیں۔

کوڈ مکسنگ(مستعمل الفاظ)

نمبر شمار	ٹکرز	کوڈمکسنگ کے مستعمل الفاظ
۱	سول اور عسکری قیادت ایک پیج پر ہیں	سول/ایک پیج
۲	آٹھ سال پہلے جو ممبر تھے انھیں مستقل کیا گیا	ممبر
۳	ڈسکہ الیکشن کمیشن کی رپورٹ حکومت کے خلاف ایک چارج شیٹ	چارج شیٹ
۴	پاکستان میں کورونا کے ٦٦٩ نئے کیسز رپورٹ۔	کیسز رپورٹ
۵	دونوں بلز قومی اسمبلی سے منظور جب کہ سینٹ سے منظور نہیں ہوئے	بلز
٦	چینی کی قیمت نیچے آگئی تھی اسے دوبارہ شوگر مافیا نے بڑھایا	شوگر مافیا
۷	عکسری حکام بریفنگ دیں گے	بریفنگ
۸	نماز کی بے ادبی سے متعلق ویڈیو پر ہنگامہ	ویڈیو
۹	اسکول کی رجسٹریشن منسوخ کر دی گئی	رجسٹریشن
۱۰	ڈاکٹرز کی ہڑتال جاری عدالت نے نوٹس لے لیا	نوٹس
۱۱	وزیرِ اعلیٰ سندھ کو آفرز اور مشورے دے دیئے	آفرز
۱۲	معزز عدلیہ نے ایک بڑی بنچ بنا کر اس معاملے پر نظر ثانی کی	بنچ
۱۳	ڈی جی آئی ایس آئی کی تعیناتی کی سمری وزیرِ اعظم کو	سمری

	موصول	
۱۴	بھارت اور افغانستان کے درمیان ٹاس کی ویڈیو وائرل	ویڈیووائرل/ٹاس
۱۵	فائرنگ سے دو آدمی زخمی	فائرنگ

کوڈمکسنگ(اردومترادفات)

نمبر شمار	ٹکرز	کوڈمکسنگ	اردومترادفات
۱	سکول انتظامیہ نے درخواست پر ایکشن لیتے ہوئے مسلمان ٹیچر کو نوکری سے فارغ کر دیا	ایکشن/ٹیچر	عمل/استاد
۲	شیری رحمان کا کیسبحران پر انکوائری کا مطالبہ	انکوائری	تفتیش
۳	پاکستان کے ایکسلوزو معاشی زون میں داخل ہونے والی بھارتی کشتی ضبط	ایکسلوزو	مخصوص معاشی حدود
۴	محکمہ تعلیم کی ٹیم نے اسکول کے دورے کے دوران واش رومز سے خفیہ کیمرے برآمد کیے	واش رومز	بیت الخلا
۵	بھارتی کھلاڑیوں نے کس طرح پاکستانی ٹیم کو کاپی کیا	کاپی کیا	نقل کیا
۶	آئی سی سی ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی پر حسن علی کو وارننگ	وارننگ	تنبیہ
۷	اگر صدر مملکت کو چیئرمین نیب ہٹانے کا اختیار دیا گیا تو اس میں قانونی ایشوز آئیں گے	قانونی ایشوز	قانونی مسائل
۸	دسمبر اور جنوری میں شارٹ فال بڑھے گا۔	شارٹ فال	قلت
۹	کرک، مندروں کو ٹورزم اسپاٹ ڈکلیئر کرنے سے	ٹورزم	تفریحی مقام/

	لاکھوں لوگ پاکستان آئیں گے	اسپاٹ/ڈکلیئر	قرار دیا
۱۰	معروف پاکستان ادا کار منیب بٹ نے بھارتی کرکٹر برہجن سنگھ پر انیس کے اندر میں ٹرولنگ کی	ٹرولنگ	طنز کا نشانہ
۱۱	پاکستان میں کرکٹ کا نیا سیزن شروع ہو گا	سیزن	دور
۱۲	صنعت کاروں نے کراچی میں انڈسٹریز کو گیس دستیابی کی صورتِ حال پر قوم کو اطمینان کا اظہار کیا۔	انڈسٹریز	صنعتوں
۱۳	صرف دس دن کا چینی کا اسٹاک باقی ہے	اسٹاک	ذخیرہ
۱۴	اپوزیشن لیڈر شہباز شریف کے زیرِ صدارت اجلاس	اپوزیشن لیڈر	قائد حزب اختلاف
۱۵	اسپیکر نے چیف جسٹس پاکستان کو اوریجنل مراسلہ بھیج دیا ہے،فواد چودھری	اوریجنل	اصلی

غلط العام:

اُردو زبان میں داخل دوسری زبانوں کے کئی الفاظ ایسے ہیں جن کا تلفظ اردو میں ہو بہو ادا نہیں کیا جاتا بلکہ اردو کے مزاج کے مطابق اس کی ادائیگی ہوتی ہے۔ ایسے الفاظ کا اردو میں عامل چلن ہو گیا ہے اور ہر خاص و عام نے انھیں اپنا لیا ہے۔ لہٰذا اب ایسے تمام الفاظ کا تلفظ اردو میں فصیح کہلائے گا۔ چاہے وہ اپنی زبان میں کچھ بھی تلفظ رکھتے ہوں۔ اسی طرح تذکیر و تانیث بھی اردو کے مزاج کے مطابق درست ہو گی۔ درحقیقت اب یہ الفاظ اردو کے ہی کہلائیں گے اور ان کے تلفظ اور تذکیر و تانیث کو اردو کے مطابق ادا کرنا درست ہو گا۔

اس ضمن میں سیّد سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"عربی میں کسی لفظ کی اصلیت کچھ ہو اور اس کا املا بھی کچھ ہو مگر ہماری

زبان کے استعمال میں اگر اس کا تلفظ اور املا بدل گیا ہے تو وہی تلفظ اور املا ہماری زبان میں صحیح ہو گا۔" [۱۴]

غلط العام کی اردو میں بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے یہ ایسے الفاظ ہیں جو اگر دوسری زبانوں سے آئے ہیں تو اردو میں خواہ ان کی املا تلفظ غلط رائج ہو چکا ہے مگر اردو کے تناظر میں درست ہیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ اب عام اردو بول چال کا حصہ ہیں اور دونوں طرح مستعمل ہیں۔ نیوز چینلز کے تحریری مواد میں بھی ایسے الفاظ جا بجا دیکھنے کو ملتے ہیں۔ ہم یہاں غلط العام کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

۱۔ تحریری یا املائی غلط العام

۲۔ تقریری یا تلفظاتی غلط العام

تحریری یا املائی غلط العام

نمبر شمار	درست	غلط
۱	استعفیٰ	استعفا
۲	آذان	اذان
۳	آسامی	اسامی
۴	پڑتال	پرتال
۵	اعلانیہ	علانیہ
۶	اکابرین	اکابر
۷	بچگانہ	بچکانہ
۸	ٹانگہ	تانگا
۹	قمیض	قمیص
۱۰	معمہ	معما

تقریری غلط العام:

نمبر شمار	درست تلفظ (اصل زبان کا تلفظ)	اُردو میں مروج
۱	بابُر ،ترکی	بابَر
۲	صَدَقہ ، عربی	صَدقہ
۳	اِستِقبال ،عربی	استَقبال
۴	رِضا، عربی	رَضا
۵	رَواج، فارسی	رِواج
۶	عِیاں ،عربی	عَیاں
۷	مُشَاعَرہ ،عربی	مُشاعِرہ
۸	الحاج ،عربی	حاجی
۹	قِیام ،عربی	قَیام
۱۰	رَمَضَان	رمضان

غلط العوام:

اردو لغت کے مطابق:

"وہ تراکیب یا الفاظ جو عوام الناس کی زبان پر غلط جاری ہو گئے ہوں لیکن اہلِ علم و ذوق ان کے استعمال سے احترازبرتتے ہوں۔"[۱۵]

فرہنگ آصفیہ کے مطابق:

"وہ غلطی جو عوام کالانعام یعنی جُہلا اور بازاری اشخاص اپنی جہالت بے علمی اور ناواقفیت کے سبب کرتے ہیں۔ اور ان کی وہ بات قابلِ سند یا اعتبار نہیں خیال کی جاتی۔"[۱۶]

گویا غلط العوام وہ الفاظ یا تراکیب ہیں جنھیں کم علم اور کم فہم لوگ غلط معنی یا غلط تلفظ اور املا کے ساتھ بولنا اور لکھنا شروع کر دیں اور وہ عام بولی اور تحریر میں رائج ہو جائیں۔ مثلاً لفظ عوام مذکر ہے جبکہ اسے مؤنث بولنا غلط العوام ہے۔فطرہ درست ہے جب کہ فطرانہ غلط العوام ہے۔اس ضمن میں ڈاکٹر محمد آفتاب ثاقب لکھتے ہیں۔

"وہ الفاظ یا تراکیب جنھیں کم علم لوگ یا جہلا غلط تلفظ یا ردو بدل کے ساتھ بولنا شروع کر دیتے ہیں، غلط العوام کہلاتے ہیں چونکہ صاحب علم اس طرح نہیں بولتے چنانچہ عوام کا یہ تلفظ غلط کہلاتا ہے۔" [۱۶]

مثال کے طور پر:

خود کُشی :خود کو ختم کرنا　　　　خود کَشی:خود کو بڑھانا

اردو نیوز چینلز کے تحریری مواد میں غلط العوام کی مثالیں:

۱۔ مشکور: عوام وزیر اعظم عمران کی کی مشکور ہے۔

مفعول کے وزن پر ہے جس پر عمل کیا جائے یعنی وہ جس کا شکریہ ادا کیا جائے ۔جب کہ مشکور عام طور پر شکریہ ادا کرنے والے کے لیے استعمال کیا جاتاہے۔ لہٰذا غلط العوام ہے اس کے بجائے درست لفظ شکر گزار ہے۔

۲۔ راشی: راشی افسران نے محکمہ تباہ کر دیا۔

یہ لفظ عموماً رشوت خود کے لیے استعمال کیا جاتاہے جبکہ اس کے معنی رشوت دینے والے کے ہیں۔ رشوت خور کے لیے درست لفظ مُرتشی ہے۔

۳۔ قریب المرگ :ریسکیو ٹیموں کے پہنچنے پر زخمی قریب المرگ تھا۔

قریب اور مرگ فارسی کے الفاظ ہیں جب کہ' ال 'عربی ہے۔ لہٰذا ان کی ترکیب درست نہیں قریب المرگ کی بجائے قریب الموت یا قریبِ مرگ درست تراکیب ہوں گی۔

۴۔ بمع :ملزم بمع آلہ قتل فرار ہو گیا

بہ +مع دونوں لفظ ایک ہی معنی دیتے ہیں۔ ساتھ لہٰذا اکٹھا استعمال غلط ہو گا درست لفظ مع ہو گا۔

۵۔ دن بدن : پاکستانی سیاست میں دن بدن تلخی بڑھنے لگی

یہ ترکیب اہلِ زبان کی رو سےدرست نہیں ان کے ہاں اس کی بجائے روز بروز کی اصطلاح مستعمل ہے لہٰذا اسے بھی درست سمجھا جائے گا۔

٦۔ حیرانگی :قومی کرکٹ ٹیم کی پرفارمنس پر عوام کو حیرانگی

اہلِ زبان کے ہاں حیرانگی غلط ہے، روز مرہ گردانا جائے ، درست لفظ حیرانی ہے۔

۷۔ کاروائی :پولیس کی بر وقت کاروائی ملزم گرفتار

کاروائی جو کہ عملداری کے معنوں میں استعمال ہوتاہے ۔ غلط العوام ہے ۔ دراصل یہ دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ کارروائی یعنی کار) کام (روائی) کرنا (لہٰذا درست املا کارروائی ہے۔

۸۔ خوردو ونوش :رمضان میں اشیائے خوردو نوش مارکیٹ سے غائب

خوردو نوش غلط ترکیب ہے چونکہ یہ دونوں فارسی الفاظ ہیں خور سے مُراد کھانے کی چیز جبکہ خورد سے مراد مختصر، خفیف ہیں۔ لہٰذا درست ترکیب خورو نوش ہو گی۔

۹۔ غرضیکہ:

ہم جمہوریت کی بات کریں گے غرضیکہ کوئی بھی قیمت چکانی پڑے۔ بلاول بھٹو

غرض+ یہ+کہ غلط العام ہے اس میں یہ اضافی ہے غرضکہ درست ترکیب ہے۔

۱۰۔ لاچار :لاچار غریب کے لیے قانون سخت، با اثر قانون سے بے بہرہ

لا عربی کا لاحقہ ہے جب کہ چار فارسی لفظ ہے ۔ لہٰذا یہ لفظ غلط العام ہے ۔ درست لفظ ناچار ہو گا۔

چند ایسے الفاظ جن کی حرکت (اعراب) بدل جانے سے وہ غلط ہو جاتے ہیں ۔ عموماً ہجے اور تلفظ کی غلطی کے باعث غلط بولے جاتے ہیں ایسے الفاظ ک ومعرض تحریر میں لاتے ہوئے ان پر حرکت لگانا ضروری ہو جاتاہے تاکہ پڑھنے والا درست تلفظ پڑھے اور سیکھے۔

ذیل میں انھی اغلاط کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

نمبر شمار	غلط	درست
۱	سِمت	سَمت
۲	اَفطار	اِفطار
۳	چَراغ	چِراغ
۴	غَرض	غَرَض
۵	پس منظر	پسِ منظر
۶	خَتم	ختم

سلینگ:

کیمبرج ڈکشنری کے مطابق:

> "Very informal language that is usually spoken rather than written used especially by particular group of people"[18]

e.g 'chicken' is slang for someone who is not very brave

سلینگ بنیادی طور پر انگریزی اصطلاح ہے اردو میں یہ لفظ من و عن اُگایا گیا ہے اس کا کوئی باقاعدہ ترجمہ نہیں ہے مگر اردو میں اس کے مترادفات جیسے بازاری زبان یا سوقیانہ اور عامیانہ الفاظ ہیں۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے سلینگ کے لیے'عوامی بولی اور تحتی بولی'کی اصطلاح استعمال کی

ہے۔

سلینگ کا مفہوم ادا کرنے کے لیےاردو میں عوامی الفاظ محاورات ناشائستہ الفاظ،جیسی اصطلاحیں میں موجود ہیں ۔سلینگ کی مختلف قسمیں ہو سکتی ہیں مثلاً:

۱. کسی خاص گروہ یا اکھٹے رہنے یا کام کرنے والوں میں مستعمل مخصوص الفاظ مثلاً دفتر یا تعلیمی اداروں میں۔

۲. کسی ادارے یا پیشے کے مخصوص الفاظ یا محاورات مثلاً فوجی سلینگ، ریلوے سلینگ،جیل سلینگ ،سیاسی سلینگ

سلینگ صرف مخصوص مفہوم ادا کرنے والے الفاظ نہیں ہوتے بلکہ قواعد کی تبدیلیاں کہاوتیں اور عام مقولے بھی اس کا حصہ ہیں ڈاکٹر رووٴف پار یکھ لکھتے ہیں:

> "یہ درست ہے کہ سلینگ کی اصطلاح ان غیر رسمی(لیکن اظہار اور ابلاغ سے بھر پور)الفاظ و محاورات کے لیے استعمال کی جاتی ہے جو زبان کے مثند اور ٹکسالی ذخیرہ الفاظ کا حصہ نہیں سمجھے جاتے لیکن عام بول چال میں بے تکلفی سے استعمال کر لیے جاتے ہیں"[۱۹]

اُردو سلینگ کی اولینگ لغت مقتدرہ قومی زبان کے جو دچیرمین رؤف پاریکھ صاحب نے حال ہی میں مرتب کی ہے جو اس نوعیت کی پہلی اور قابلِ تحسین کاوش ہے۔

ذیل میں ہم اردو نیوز چینلز کے تحریری مواد سے سلینگ کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

۱. آٹھویں ترمیم پاس ہونا

آٹھویں ترمیم کے بعد سیاسی پارٹیاں بٹ گئیں۔

۲. آرام سے

پاکستان نے بھارت کے خلاف آرام سے فتح حاصل کر لی

۳. باؤنسر

کپتان کا اپوزیشن کو ایک اور باؤنسر

بائیس خاندان: اس ملک کی دولت پر بائیس خاندانوں کا قبضہ ہے۔

۴. بڑا گوشت:

بڑا گوشت بھی غریب کی پہنچ سے دور ہو گیا۔

۵. جگا ٹیکس:

موبائل کمپنیاں جگا ٹیکس وصول کرنے لگیں ۔

۶. دیہاڑی:

مزدور کی دیہاڑی مہنگائی کے مقابلے میں کم بڑھی۔ مزدور یونین

۷. بھٹہ بیٹھ جانا:

پیٹرول کی مزید قیمت بڑھی تو معیشت کا بھٹہ بیٹھ جائے گا۔

۸. پرچی:

قومی کرکٹ ٹیم میں پرچی پر سینکشن نہیں ہونی چاہیے۔

۹. خواری:

عوام پیٹرول کے لیے خوار ہونے لگے۔

۱۰. گھوٹالہ:

ہر گھوٹالے کے پیچھے کسی سیاستدان کا نام ہوتا ہے۔

۱۱. لفافہ:

کیا صحافی لفافہ لیتے ہیں؟

۱۲. لوٹا:

ملکی سیاست میں لوٹوں کا کردار بڑھ گیا۔

۱۳. واٹ لگانا:

کپتان نے اپوزیشن کی واٹ لگا دی۔

۱۴. ہارس ٹریڈنگ

ہارس ٹریڈنگ جمہوریت کی نفی ہے۔

۱۵. پولیس گردی

ملک میں ایک طرف لاقانونیت دوسری جانب پولیس گردی۔

روزمرہ اور محاورہ:

روزمرہ بول چال کا وہ طریقہ ہے جس میں قواعد یا اصولوں کو مد نظر نہیں رکھا جاتا بلکہ اس کے لیے اہل زبان کی جانب رُخ کیا جاتا ہے۔ ہو سکتاہے کوئی جملہ قواعد کی رو سے درست ہولیکن اگر اہلِ زبان کی بول چال کے مطابق نہیں تو درست نہیں مانا جائے گا۔

ڈاکٹر آفتاب احمد ثاقب لکھتے ہیں:

> "اہلِ زبان بول چال میں الفاظ کو جیسے استعمال کرتے ہیں اس اندازِ بیان کو روزمرہ کہتے ہیں، مختصر یہ کہ اہلِ زبان کی بول چال کو روز مرہ کہا جاتاہے۔ لہٰذا جو جملہ یا شعر روز مرہ کے خلاف ہو گا وہ غیر فصیح بلکہ غلط کہلائے گا۔"[۲۰]

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں نشر کی جانے والی روزمرہ کی چند اغلاط

ا۔ فواد چودھری نے سمیع ابراہیم کو تھپڑ مارا۔ غلط

فواد چودھری نے سمیع ابراہیم کے تھپڑ مارا۔ درست

۲۔ نئے آرمی چیف کی تقرری ہو گئی۔ غلط

نئے آرمی چیف کا تقرر ہو گیا۔ درست

۳۔ اسپیکر نے کہا: برائے کرم خاموش ہو جائیں۔ غلط

اسپیکر نے کہا: براہِ کرم خاموش ہو جائیں۔ درست

۴۔ نہ معلوم افراد کے خلاف رپورٹ درج کر لی گئی۔ غلط

نا معلوم افراد کے خلاف رپورٹ درج کر لی گئی۔ درست

۵۔ چیخ و پکار کی آوازیں گونج اٹھیں۔ غلط

چیخ پکار کی آوازیں گونج اٹھیں۔ درست

۶۔ ان کے علاوہ کئی اغلاط ایسی ہیں،جو غلط العام ہو چکی ہیں مگر اردو زبان میں فصیح گردانی جاتی ہیں۔مثلاً

۱۔ دن بدن بڑھتی مہنگائی سے عوام پریشان۔ غلط

روزبروز بڑھتی مہنگائی سے عوام پریشان۔ درست

۲۔ عمران خان کی ہمشیرہ علیمہ بی بی کی آف شور کمپنی۔ غلط

عمران خان کی ہمشیر علیمہ بی بی کی آف شور کمپنی۔ درست

۳۔ قومی اسمبلی میں افطاری کر لی گئی۔ غلط

قومی اسمبلی میں افطار کر لیا گیا۔ درست

۴۔ اسمبلی میں ووٹنگ جاری تھی ۔ اس دوران مولانا تشریف لے آئے۔غلط

اسمبلی میں ووٹنگ جاری تھی ۔ دوران میں مولانا تشریف لے آئے۔درست

۵۔ آئے روز مہنگائی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ غلط

آئے دن مہنگائی میں اضافہ ہو رہاہے۔ درست

محاورہ:

محاورہ دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مبنی جملہ ہے جو کہ روز مرہ کے برعکس اپنے اصلی کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ محاورے کا استعمال ہو بہو اہلِ زبان کے یہاں رائج محاورے کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اس میں خود سے ردود بدل ممکن نہیں۔ آسمان ٹوٹنا، معنی مصیبت پڑنا۔

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں محاورے کی اغلاط کے چند نمونے

ا۔ عمران خان اپنے منہ آپ میاں مٹھو بن رہے۔	غلط
عمران خان اپنے منہ میاں مٹھو بن رہے۔	درست
دل لگنا ۔	غلط
جی لگنا۔	درست

چند دیگر متفرق اغلاط:

ا. دنوں کے نام کے ساتھ دن کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے ۔ مہینوں کے نام کے ساتھ مہینہ کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

- اسمبلی کا اگلا اجلاس پیر کے دن ہو گا۔
- اسلام آباد میں تعلیمی ادارے جمع کے دن بند رہیں گے۔

۲. جمع الجمع میں اہلِ زبان کی پیروی ضروری ہے۔ خود جمع الجمع نہیں بنانی چاہیے۔

اہلِ زبان کے ہاں جمع الجمع کی مثالیں:

اکابرین	وجوہات
القابات	احکامات
ادویات	رسومات

اراکین	ماخذات

غلط جمع الجمع:

حالات	حالاتوں
مساجد	مساجدوں
الفاظ	الفاظوں
اہل	اہلیان
دیہات	دیہاتوں

۳. انگریزی کے جمع اردو میں، اردو جمع بنانے کے قاعدے سے بنانی چاہیے مثلاً ڈاکٹرز، بورڈز، اسکولز کی درست جمع ڈاکٹروں، بورڈوں، اسکولوں ہے۔

۴. اردو میں شامل فارسی الفاظ کی جمع الجمع ہوتی ہے۔

ماحصل

پاکستان میں الیکٹرانک میڈیانیوز ہو یا انٹرٹینمنٹ اکیسویں صدی کی سب سے طاقتور یلغار ثابت ہوئی ہے جس نے نہ صرف ہمارے کلچر اور قدروں کو روند ڈالا ہے بلکہ ہماری زبان کو بھی بری طرح متاثر کیا ہے مخلوط کلچر کی طرح مخلوط زبان کا چلن بھی عام ہو چکا ہے اور اس تبدیلی میں میڈیا کا کردار بنیادی ہے میڈیا جو کسی زمانے میں زبان وادب کے لئے سند کا درجہ رکھتا تھا آج زبان کی زبوں حالی کا باعث بن چکا ہے اس بحث کا کینوس بہت وسیع ہے لہذا یہاں ہم اپنی توجہ فقط الیکٹرانک میڈیا کے تحت نیوز چینلز کے ہاں مروج اردو کے تحریری مواد پر موقوف رکھتے ہیں اور اس ضمن میں زبان میں کی جانے والی مختلف غلطیوں کا جائزہ لیتے ہیں اس جائزہ کا دائرہ کار تین نیوز چینلز (جو کہ پاکستان میں صحافت کے تین درجوں کی عکاسی کرتے ہیں) پر موقوف ہے

جیونیوز، ہم نیوز اور سچ نیوز کے تحریری مواد کے لسانی جائزے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس مواد میں املا، امالہ، صوری اور صوتی اعتبار سے یکساں حروف کے حوالے سے کئی اغلاط موجود ہیں علاوہ ازیں کوڈ مکسنگ کا ایک بحرِ بے کراں دکھائی دیتا ہے، انگریزی کے ایسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جن کے اردو میں بہترین مترادفات موجود ہیں ان غلط العام، غلط العوام اور سلینگ کی بھی کئی مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں صرف ونحو کے معاملے میں روزمرہ کے قاعدے کی پابندی کا خیال نہیں رکھا جاتا ان اغلاط کے سبب اردو جو کہ دنیا میں بولی جانے والی ۷۱۰۰ زبانوں میں سے ۲۱ ویں نمبر پر ہے رفتہ رفتہ اپنی اصل صورت کو کھو کر ایک مخلوط زبان کی شکل اختیار کرتی جارہی ہے جو کہ اردو پڑھنے لکھنے اور بولنے والوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

حوالہ جات

۱. رشید حسن خان، اردو املا، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ص ۲۲
۲. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، املا اور رسم الخط (اصول و مسائل)، سنگ میل پبلیکیشنز، اردو بازار لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۲
۳. فرزانہ سید ایم، از انشاء پردازی،، سنگ میل پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور، ۱۹۸۶ء ص ۵۲
۴. مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو، ادبی دنیا، اردو بازار، دہلی، ۱۹۶۰ء، ص ۲٦
۵. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، املا اور رسم الخط (اصول و مسائل)، سنگ میل پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۲
٦. اُردو املا، رشید حسن خان، مجلس ترقی ادب، کلب روڈ، لاہور، ص ۴۸۱
۷. اُردو املا، رشید حسن خان، ص ۴٦۱
۸. فرمان فتح پوری ، ڈاکٹر، اردو املا و قواعد (مسائل و مباحث) ، مضمون جوش ملیح آبادی، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰
۹. مولوی عبدالحق، قواعدِ اردو، ادبی دنیا، اردو بازار، دہلی، ۱۹٦۰ ص ۵۵
۱۰. https://en.wikipedia.org/wiki/Code-mixing، ۱۰ اگست ۲۰۲۱ بوقت ۲:۰۰ pm
۱۱. https://www.dawnnews.tv/news/1019915
۱۲. ڈاکٹر ناصر عباس نیر، لسانیات اور تنقید، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۸ء، ص ۵۹
۱۳. یہ مسائل تلفظ از ادریس صدیقی، اردو اکیڈمی، سندھ کراچی، جون ۱۹۹۵ء، ص ۱۱
14. http://urdulughat.info/words/20446-%25D8%25BA%25D9%2584%25D8%25B7-%25D8%25A7%25D9%2584%25D8%25B9%25D9%2588%25D8%25A7%25D9%2585 21 اپریل ۲۰۲۱ بوقت ۱۲:۳۰ دن
15. https://اردو.com/%D9%81%D8%B1%DB%81%D9%86%DA%AF/40361 13 نومبر ۲۰۲۱ بوقت ۵:۳۰ شام
۱٦. ڈاکٹر آفتاب احمد ثاقب، اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول (خصوصی مطالعہ)، اسد محمود پرنٹرز، گوالمنڈی

راولپنڈی،ص ۱۶۶

17. https://www.oxfordlearnersdictionaries.com/definition/english/slang#:~:text=/sl%C3%A6%C5%8B/,teenage%20slang ۱۲ اکتوبر ۲۰۲۱ بوقت ۱:۰۰pm

18. https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/slang ۱۲ اکتوبر ۲۰۲۱ بوقت ۱:۱۰pm

۱۹. اولین اردو سلینگ لغت،رؤف پاریکھ،مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،۲۰۱۵ص ۱۲

۲۰. ڈاکٹر آفتاب احمد ثاقب،اردو قواعد و املا کے بنیادی اصول(خصوصی مطالعہ) ، اسد محمود پرنٹرز، گوالمنڈی،راولپنڈی،ص ۲۲

باب چہارم:

نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی وجوہات اور ان کے تدارک کی صورتیں

الف۔ اغلاط کی وجوہات:

اولیت کی دوڑ:

اولیت کی دوڑ الیکٹرانک صحافت کا ایک ناگزیر پہلو ہے۔ ہر نیوز چینل کی انتظامیہ یہ چاہتی ہے کہ اس کی ریٹنگ دوسرے سے زیادہ ہو۔ یہ تب ہی ممکن ہوتا ہے کہ اگر ناظرین کو باقی چینلز سے پہلے خبر پہنچائی جائے۔ اس دوڑ نے جہاں چینل کی شہرت اور اس کی ریٹنگ بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہیں پر اس کے کئی منفی نتائج بھی سامنے آئے ہیں۔ سب سے پہلے خبر دینے کی دوڑ نیوز چینلز کا ایک باقاعدہ حصہ بن چکی ہے اور اگر کوئی رپورٹر خبر دینے میں لیٹ ہو جائے یا ٹکر آپریٹر نشر نہ کرے تو اس کے خلاف باقاعدہ کارروائی کی جاتی ہے جس کی وجہ سے نیوز چینلز کا اسٹاف اس کوشش میں ہوتا ہے کہ خبر دیگر چینلز سے پہلے نشر کر دی جائے ، اسی لیے نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی ایک بڑی اور اہم وجہ اولیت کی دوڑ ہے جس کی وجہ سے تحریری مواد کو مکمل پروف ریڈ نہیں کیا جاتا اور نہ ہی قواعد کی غلطیوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ اس اولیت کی دوڑ کی وجہ سے نہ صرف قواعد کی غلطیاں نشریات کا حصہ بن جاتی ہیں بلکہ اس کے ساتھ عمومی طور پر ٹکرز یا باکس بریکنگ کے جملے ادھورے ہوتے ہیں۔ یا لفظوں میں املاء کی واضح غلطی ہوتی ہے۔ دیکھنے والا اس غلطی کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ اتنی بڑی غلطی کیسے نشر ہو گئی لیکن اسے رپورٹر اسائنمنٹ آپریٹر کاپی ایڈیٹر یا ٹکر آپریٹر کے اس ذہنی دباؤ کا احساس نہیں ہوتا جو اس پر سب سے پہلے خبر دینے یا آن ایئر کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے ۔اگر کہا جائے کہ زبان کی صحت کو پسِ پشت ڈالنے میں بنیادی کردار بریکنگ نیوز کلچر کا ہے تو غلط نہ ہو گا۔ لازم ہے کہ جب ایک شخص کی نوکری محض اس وجہ سے داؤ پر پر لگی ہو کہ اگر اس کی وجہ سے چینل کی خبر تاخیر کا شکار ہو گئی

تو وہ ہر ممکن کوشش کرے گا کہ اگر جلد خبر پہنچانے میں ایک آدھ غلطی بھی ہو جائے تو کوئی معاملہ نہیں ۔ بس خبر بروقت نشر ہو جائے۔ اگر ہم نیوز چینلز کی بات کریں تو یہاں خبر تھوڑی دیر سے نشر ہونے پر تمام افراد جو کہ اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں ۔ ان سے باز پرس کی جاتی ہے لیکن لسانی اغلاط کو عمومی طور پر نظر انداز کر دی جاتی ہے ۔ اس حوالے سے جب میں نے الیکٹرانک میڈیا کے عامل صحافی سے بات کی تو ان کا کہنا تھا کہ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ قواعد و املا کی غلطی معاف کر دی جاتی ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے خبر دوسرے چینلز سے لیٹ ہو جائے تو اس پر صرف سرزنش ہی نہیں کی جاتی بلکہ باقاعدہ طور پر کارروائی کی جاتی ہے۔ اب اس دوڑ میں لا تعداد غلطیاں ہوتی ہیں لیکن محض" سب سے پہلے " کی دوڑ کی وجہ سے ان سے صرف نظر کیاجاتاہے کیوں کہ چینل میں سب سے پہلے خبر دینے کا رجحان سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتاہے۔

ریٹنگ کا حصول:

ہر چینل مالک اور اس کی انتظامیہ کی نظر ریٹنگ میٹر پر ہوتی ہے ۔ کوشش ہوتی ہے کہ چینل کی ریٹنگ کم نہ ہو۔ اس کے لیے ہر قسم کے حربے استعمال کیے جاتے ہیں۔ ریٹنگ کے حصول کے لیے ایسے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں کہ جن کا اردو زبان سے دورپار کا بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ کیوں کہ چینل انتظامیہ کا مقصد ریٹنگ کا حصول ہوتاہے اس لیے وہ زبان پر سمجھوتہ کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے کیوں کہ اگر ریٹنگ کم آئے گی تو ان کو بڑا مالی نقصان ہوگا لیکن دوسری جانب اگر اردو کے غلط جملے یا الفاظ نشر ہو جائیں گے تو انھیں کوئی بڑا فرق نہیں پڑتا۔پنجاب کالج کے استاد علی حسن کہتے ہیں:

> "الیکٹرانک میڈیا یا نجی ٹی وی چینلز نے ریٹنگز کے چکر میں فل الحال تو سب کچھ ہی گنوا دیا ہے"[1]

اسی طرح کبھی کبھی جان بوجھ کر بھی ریٹنگ کے حصول کے لیے سکرین پر اردو زبان کے کھلواڑ کیا جاتاہے ۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی موضوع پر اردو کے الفاظ ہونے کے باوجود فقرے میں انگریزی یا ہندی کے لفظوں کو شامل کیا جاتاہے۔

رٹینگ نے چینلز پر چلنے والی اردو کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے۔ جس کی وجہ سے لوگوں تک اکثر ایسے الفاظ اردو کی شکل میں پہنچتے ہیں جن سے اردو زبان کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

اُردوزبان کے قواعد و ضوابط سے نا آشنائی:

پاکستان میں صحافت کی زبان اردو ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتاہے کہ اردو قومی زبان ہونے کے باوجود قوم ہی کے ہاتھوں زبوں حالی کا شکار ہے۔ جس کی ایک بڑی وجہ انگریزی زبان کا چلن ہے۔ ہم بحثیت قوم انگریز قوم ، ثقافت ، زبان سے بُری طرح متاثر رہے ہیں۔ اب بھی ہیں اور جانے کب تک رہیں گے۔

انگریزی میڈیم تعلیم کو اردو میڈیم کے مقابلے میں وہی اہمیت حاصل ہے جو خود انگریزی کو اردو کے مقابلے میں ۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن سے ہی انگریزی زبان کو اہم سمجھتے ہوئے اردو سے دور ہونے لگتے ہیں اور یہی بچے جب عملی میدان میں قدم رکھتے ہیں تو درست اردو لکھنا اور بولنا ان کے لیے بہت مشکل امر ہو جاتاہے۔

اس پس منظر میں جب شعبہ صحافت پر نظر ڈالی جائے جس کا معاملہ ہی زبان سے ہے وہاں بطور صحافی بھرتی کا معیار زبان پر قدرت رکھنے والے افراد کی بجائے جدید فیشن کے مطابق بنے سنورے لوگ ہوتے ہیں اور پھر چونکہ یہ عموماً وہی لوگ ہوتے ہیں جو انگریزی میڈیم کے پڑھے ہوتے ہیں سو اردو زبان کے قواعد و ضوابط سے نا بلد ہوتے ہیں ۔ اس ضمن میں ڈاکٹر منزہ احتشام گوندل لکھتی ہیں:

> "اگر آپ فرد کی تعلیمی لیاقت یا زبان و بیان پہ اس کی قدرت کی بجائے اس کی شکل وصورت اور حلیہ مقدم رکھیں تو مآل کار یہی ہوگا۔چونکہ ہمارے ہاں جدید نک سک سے بنے سنورے لوگ ہی منتخب کیے جاتے ہیں جنہوں نے بنیادی تعلیم ہی انگریزی میں لی ہوتی ہے تو وہ لہجے یا تلفظ کو کیا جانیں گے۔یا انہیں زبان کے وقار یا رکھ رکھاؤ کا کیا علم ہوگا ۔"[۲]

اُردو زبان چونکہ قومی زبان ہےاور تقریباً پاکستان کا ہر شہری بولتا اور سمجھتا ہے مگر اردو دانی کا یہ معیار فقط عوام کے لیے ہے ۔ جب کوئی عام شخص ادب و صحافت کا پیشہ اختیار کرتا ہے تو اس کے لیے لازم ہوجاتاہے کہ وہ زبان اردو کو بحیثیتِ زبان سیکھے یعنی قواعد و ضوابط سے شناسا ہو ۔ جب ہی اس کے قلم سے لکھا جانے والا اور منہ سے ادا ہونے والا جملہ ایک صحافہ اور ادیب کا جملہ کہلائے گا اور اسے ایک عام آدمی کے جملے سے ممتاز کرے گا۔ گو کہ ادیب کے لیے اردودانی کے معیارات صحافی کے مقابلے میں بہت بلند ہیں مگر ایک صحافی کے لیے جو کم از کم معیار ہے وہ یہ کہ اغلاط سے پاک صریح زبان برتی جائے مگر ہمارے ہاں معاملہ برعکس ہے مثال دیکھیے کہ خبر تھی:

"پنجاب میں خسرہ کی وبا عام ہوگئی "اسے پڑھا گیا کہ" پنجاب میں خواجہ سرا کی وبا عام ہوگئی "گو کہ پڑھنے والے نے اپنی علمیت کاثبوت دیا اور خسرہ)کھسرا (کہنے کی بجائے خواجہ سرا کو بہتر متبادل کے طور پر استعمال کیا مگر معنی کچھ کے کچھ ہو گئے۔ "

چنانچہ شعبہ صحافت کے لیے زبان دانی لازمی امر ہے۔

پیشہ ور اور تربیت یافتہ افرادی قوت کی کمی:

ایک بڑی وجہ جو نیوز چینلز پر زبان کی اغلاط کی بنی ہے وہ غیر تربیت یافتہ افراد کا بڑی تعداد میں ہونا ہے۔ بہت سارے چینلز میں تربیت یافتہ افراد کی کمی ہے کیوں کہ ادارے اس جانب دھیان نہیں دیتے اور اپنے ملازمین کو پیشہ وارانہ تربیت خاص کر کے اردو زبان کی تربیت کے لیے سیمینار یا ورکشاپس منعقد نہیں کرواتے جس کی وجہ سے صحافیوں کو سیکھنے کا موقع نہیں ملتا۔ صحافیوں کو مطالعے یا اپنی تربیت کے لیے اتناٹائم نہیں ملتا کہ وہ یہ عمل اپنے طور پر کر سکیں۔دوسرا یہ ہے کہ تربیت یافتہ افراد تنخواہ زیادہ لیتے ہیں اس لیے ادارے اپنا منافع بچانے کے لیے کم تربیت یافتہ سٹاف کے ساتھ ہی کام چلا نا شروع کر دیتے ہیں۔ ادارے کو تو تھوڑا بہت مالی فائدہ ہو جاتاہے لیکن نہ صرف نیوز چینل کے ساتھ برباد ہوتی ہے بلکہ لوگوں تک اردو زبان غلط انداز میں پہنچتی ہے۔

ٹائپنگ کے مسائل:

الیکٹرانک میڈیا کی آمد سے قبل جب پرنٹ میڈیا کا زمانہ تھا تو خبریں ہاتھ سے لکھی جاتی تھیں جس کے باعث املائی اغلاط کی شرح بھی کم ہوتی تھی۔ دوسرے یہ کہ پیشہ ور افراد شعبہ صحافت سے منسلک تھے جو کہ پوری توجہ اور ذمہ داری سے مواد نشر کرتے تھے جیسے جیسے زمانے نے ترقی کی نئ سائنسی ایجادات سامنے آئیں خبر نے اخبار سے آگے بڑھ کر چینلز کو وسیلہ بنا لیا۔ ہاتھ سے لکھائی کی جگہ ٹائپنگ نے لے لی اور پھر جوں جوں الیکٹرانک چینلز کی تعداد میں اضافہ ہوا توں توں افرادی قوت کی ضرورت بھی بڑھ گئی ۔ چنانچہ غیر تربیت یافتہ اور علمی اعتبار سے کم حیثیت لوگ پیشہ صحافت سے منسلک ہونے لگے جس نے صحافت کی ساکھ کو متاثر کیا۔ زرد صحافت کا معاملہ ایک جانب اگر صرف زبان کا معاملہ دیکھا تو اسے بھی خاطر خواہ نقصان پہنچا۔

دورِ حاضر میں چوں کہ خبر وہی ہے جو سب سے پہلے نشر کی جائے چنانچہ فوری خبر رسائی کے لیے موبائل ، ٹائپنگ کا چلن عام ہو چکا ہے۔

اُردو ٹائپنگ کے مسائل پر اگر غور کیا جائے تو دو بنیادی مسائل سامنے آتے ہیں۔

١. لکھنے والوں کی کم علمی یا کم زبان شناسی
٢. اُردو ٹائپنگ کے باقاعدہ سافٹ ویرز کی قلت

لکھنے والوں کی زبان کے معاملے میں کم علمی پر بحث کی جا چکی ہے یہاں ہم یہی کہیں گے چونکہ صحافی خود زبان کی باریکیوں سے آشنا نہیں ہے ۔ چنانچہ لکھتے ہوئے وہی زبان لکھتا ہے جو وہ بولتا ہے۔

دوسرے اردو ٹائپنگ سافٹ ویرز کی عدم دستیابی جو ایک ایسا معاملہ ہے جس پر طویل بحث کی جا سکتی ہے۔

اردو رسم الخط) نستعلیق (انگریزی کے مقابلے میں پیچیدہ تصور کیا جاتا ہے:

١. حروف کو ملا کر لکھنا

۲. حروف کی اصوات کا معاملہ یکساں اصوات کے حامل مختلف حروف کا استعمال
۳. اعراب کا معاملہ یعنی زیر ، زبر اور پیش سے تلفظ کا فرق واضح کرنا۔

اُردو ٹائپنگ کے دوران یہ مسائل در پیش آتے ہیں۔ انگریزی کی طرح کوئی ایسا سافٹ ویر فی الحال ایجا نہیں ہوا۔ (Auto correct) کے زریعے املا اور قواعد کو ایک کلک میں درست کر دے۔

ب۔ تدراک کی صورتیں

پیشہ وارانہ تربیت سرگرمیاں

شعبہ خواہ کوئی بھی ہوا س کی بہت عملداری پیشہ ور اور تربیت یافتہ عملے کی ہی مرہونِ منت ہے اور صحافت جیسے شعبے میں تو بہتر عملداری کی ضرورت دوہری ہے کیوں کہ اسے نہ صرف اپنا کام کرنا ہے بلکہ اس کا کام سے بالواسطہ عوام پر اثر انداز بھی ہوتاہے۔ چنانچہ لازم ہے کہ شعبہ صحافت سے پیشہ ور اور تربیت یافتہ افرادہی منسلک ہوں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تجربہ اور تربیت از خود نہیں آتے بلکہ اس کے لیےمشق اور محنت درکار ہوتی ہے۔ یہی مشق اور محنت انسان کو تجربہ کار اور پیشہ ور بناتی ہے ۔ چنانچہ صحافت کے لیے ایسی مشقوں کا اہتمام کیا جانا چاہیے جو ان کے لیے اس پیشے کی راہیں ہموار کریں۔ ان مشقوں میں جدید ٹیکنالوجی کے استعمال کے ساتھ ساتھ زبان دانی کی مشقیں بھی شامل ہونی چاہیں۔

زبان کی درستی اولین ترجیح

گو کہ صحافت کا بنیاد ی مقصد خبر رسانی ہے مگر اس مقصد کی تکمیل کے لیے بھی دو بنیادی لوازم ہیں۔

۱. درست خبر
۲. درست زبان

یہ دونوں لوازم بذاتِ خود ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں اگر زبان درست نہ

ہوگی تو خبر درست نہ رہے گی اور غلط خبر رسانی پیشہ صحافت کے ماتھے کا کلنک ہے۔ چنانچہ شعبہ صحافت کی اولین ترجیح زبان کی درستی ہونا چاہیے۔

اُردو زبان کے قواعد و ضوابط سے آشنائی:

اُردو دان کے قواعد و ضوابط سے نا آشنائی اب ایک قومی سند بن چکا ہے جس کی بنیادی وجہ تعلیم کا انگریزی میڈیم ہے ۔ ابتدا سے ہی بچے تمام علوم کا مطالعہ انگریزی زبان میں کرتے ہیں۔اُردو محض ایک مضمون بن کر رہ گیا ہے جس کی وجہ معاشرے میں اردو دانی کا تناسب دن بدن کم ہو تا جا رہا ہے۔ یہی افراد جب عملی زندگی میں آتے ہیں خاص طور پر ان شعبوں میں جن ک اتعلق تحریر و تقریر سے ہے تو اردو کی شان میں خاطر خواہ گستاخیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ چنانچہ لازم ہے کہ زبان و ادب اور صحافت کے شعبوں میں ایسے افراد بھرتی کیے جائیں جو زبان کے اصول و قواعد سے شناسا ہوں۔ جن کی تحریریں جب عوام تک پہنچیں تو عوام کی زبانی اصلاح کریں نہ کہ عوام کو ان کی اصلاح کرنا پڑے۔

اس ضمن میں دو ممکنہ صورتیں اختیار کی جا سکتی ہیں۔

۱. زبان دان بھرتی کیے جائیں۔
۲. چینلز کے ملازمین کو زبان دانی کے کورسز کرائے جائیں۔

پُر کشش معاوضہ پر بھرتیاں:

پاکستانی الیکٹرانک میڈیا کا ایک بڑا مسئلہ کم تنخواہ ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ بھرتیاں بھی عمومی طور پر سفارش پر کی جاتی ہیں ۔ کہیں چینل مالک کا سفارشی بھرتی ہوتا ہے تو کہیں چینل کے اہم عہدوں پر براجمان افسران اپنے لوگوں کو دلواتے ہیں ۔ پاکستان میں جب سے پرائیویٹ میڈیا آیا ہے ، تنخواہوں کا معاملہ ہمیشہ سے دگرگوں ہی رہا ہے۔ اکثر چینلز میں کم معاوضہ دیا جاتاہے جس کی وجہ سے اچھی افرادی قوت نہیں ملتی۔ اگر میڈیا پر کشش معاوضۃ دے تو زیادہ پڑھے لکھے اور پیشہ وارانہ طور پر مضبوط لوگ چینل کا حصہ بنیں گے۔ ہمارا مشاہد ہے کہ جس چینل میں سٹاف کو پر کشش معاوضہ نہیں دیا جاتا وہاں پر اغلاط کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے ۔ کم

معاوضے کے باعث لوگ ذہنی پریشانی کا شکار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ پوری توجہ سے کام نہیں کرتے۔ زیادہ معاوضہ وہ کنجی ہے جس سے زبان کی کم سے کم غلطیوں کا تالا کھولا جا سکتا ہے ۔ اس کے ساتھ بھرتیوں کے لیے بھی کوئی بہترین پالیسی ہونی چاہیے ۔ بھرتی کا معیار علم اور پیشہ وارانہ معلومات ہونی چاہییں نا کہ سفارش۔ کیونکہ اگر میرٹ پر بھرتی کیا جائے گا تو تب ہی وہ شخص اپنا کام بہتر انداز میں سر انجام دینے کے قابل ہو گا۔ کسی بھی شخص کو بھرتی کرنے سے قبل اس کا زبان کے حوالے سے علم ضرور پرکھا جانا چاہیے۔

پیمرا کا کردار:

پاکستان میں ٹی وی چینلز اور ایف ایم ریڈیو کے لائسنس ، نگرانی اور ان کو چلانے کے طریقہ کار اور ان پر نظر رکھنے یا ۔۔کے لیے پیمرا کے ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا۔ DEMRAپاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی کا مخفف ہے۔ جس کا قیام ۲۰۰۲ء میں پیمرا آرڈیننس کے ذریعے عمل میں لایا گیا۔ بعد ازاں اس میں ترامیم بھی کی گئیں۔ پیمرا میں مختلف شعبہ جات ہیں۔ جب کہ اس کا سربراہ چیئرمین کہلاتا ہے۔ پیمرا چینلز کی نہ صرف نگرانی کرتا ہے بلکہ ان کو خلاف ورزی پر جرمانے بھی کرتا ہے۔ جب کہ چینلز کے حوالے سے عوامی شکایات پر ایکشن بھی لیتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے ہم نے ابھی تک پیمرا کا اردو کے فروغ اور اس کی تعلیم کے لیے کوئی سنجیدہ کردار نہیں دیکھا ہے۔ پیمرا ایک جرمانہ کرنے یا چینلز کے کیلر پر نمبر آگے پیچھے کروانے والی باڈی بن کر رہ گیا ہے۔

پیمرا اگر چاہے تو وہ اردو کی ترویج اور اس کے فروغ کے لیے ایسے اقدامات اٹھا سکتا ہے جو صحیح معنوں میں زبان کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں گے ۔ تاہم ابھی تک پیمرا نے اس جانب کوئی توجہ نہیں دی۔

جب کوئی چینل لائسنس لیتا ہے تو وہ پیمرا کے احکامات ماننے کا حلف دیتا ہے ۔ اس لیے پیمرا اردو کے فروغ کے لیے جو بھی اقدامات اٹھانے کا کہے گی۔ چینلز پر ماننا لازم ہے۔ پیمرا اردو کی ترویج میں نمایاں کردار اس انداز میں ادا کر سکتا ہے کہ وہ پرائیویٹ نیوز اور انٹرٹینمنٹ والے

چینلز کو اس بات کا پابند بنائے کہ وہ اردو کی ترویج کے لیے ہفتہ وارو بنیاد پر ایک پروگرام شروع کرے جسے نشر کرنے کا وقت بھی ایسا رکھا جائے کہ ناظرین کو آسانی ہو۔ پیمرا کو چاہیے کہ وہ اردو کی ترویج کے لیے چینلز کو مختلف قسم کی ترغیبات دے۔

اس کے ساتھ ساتھ ادبی پروگرام شروع کرنے کے لیے مختلف چینلز کی انتظامیہ سے رابطے میں رہے جب کہ اس امر کا خاص خیال رکھے کہ ان پروگراموں میں محققین اور اردو ادب کو جاننے والے ہی بلائے جائیں۔ اس کے علاوہ اردو کے قواعد و ضوابط ، کتابوں پر تبصرے اور ایسے ہی دیگر سلسلے نجی ٹی وی چینلز پر شروع کروائے جا سکتے ہیں۔

جہاں پیمرا غلط خبر چلانے پر ایکشن لیتاہے وہیں اردو زبان کے ساتھ مختلف چینلز جو سلوک کرتے ہیں ۔ اس پر بھی ایکشن لے ۔ اگر پیمرا یہ قدم اٹھاتا ہے ت وہر چینل کی انتظامیہ اس امر کو یقینی بنائے گی۔ کہ اردو کے حوالے سے مختلف مشقیں کرائی جائیں تاکہ پیمرا کے نوٹس نے بچا جا سکے جس کا فائدہ زبان کو ہو گا۔

ٹائپنگ کے مسائل کا حل:

سائنسی ایجادات اور زمانے کی ترقی کے باعث قریباً ہر شعبے میں ہی پرانی روشیں ترک کر کے نئے وسیلے استعمال کیے جا رہے ہیں ۔ اسی طرح ہاتھ کی لکھائی کے مقابلے میں ٹائپنگ رواج پا چکی ہے۔

ٹائپ کے حوالے سے مشکلات کا سامنا فقط اردو کو ہی نہیں بلکہ انگریزی کےعلاوہ ہر زبان کو ایسے مسائل درپیش ہیں ۔جس کے حل کےلیے زبان استعمال کرنے والوں کو ہی کوشش کرنی ہو گی۔

اردو ٹائپنگ کے مسائل کا حل کیسے ہو سکتاہے ۔ چند نکات پیشِ خدمت ہیں۔

ا۔ اُردو زبان کی خدمت کے سرکاری اداروں پر ی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جدید ٹیکنالوجی کے مطابق اپنی زبان کی ترقی کے لیے سافٹ ویئرز تیار کروائیں۔اس ضمن میں مقتدرہ قومی زبان کی کوشش قابل تحسین ہے جس نے چند سال قبل مائیکروسافٹ کی مدد سے ارادو کا ایک

مضبوط کمپیوٹر نظام متعارف کرایا ہے جس میں براہِ راست اردو ٹائپنگ ممکن ہے بلکہ Unicodeکی مدد سے کی گئی ٹائپنگ بھی کار آمد ہے۔

۲. صحافت میں اردو ٹائپنگ کی اغلاط کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ صحافیوں کی زبان دانی پر خصوصی توجہ دی جائے اور ساتھ ہی ساتھ انھیں ٹائپنگ کی مشقیں بھی کرائی جائیں جس کے ذریعے تیز اور درست تحریر وجود میں آئے گی جو کہ امر ضرورت ہے۔

اُردو نیوز چینلز پر نشر کی جانے والی اردو زبان میں لسانی اغلاط کی کئی وجوہات ہیں مختلف اغلاط کی مختلف وجوہات ہیں۔ جبکہ چند ایک عمومی وجوہات بھی ہیں پچھلے باب میں اغلاط کی اقسام اور ان کی نوعیت پر سیر حاصل بحث کی جاچکی ہے اس ضمن میں دیکھیں تو اغلاط کے باب میں سب سے زیادہ تناسب املائی اغلاط کا ہے جن کی وجوہات میں اولیت کی دوڑ سر فہرست ہے جلدی میں ٹائپ کیا ہوا مواد جس پر نظر ثانی کے لیے وقت کی گنجائش نہیں ہوتی اکثر غلطیوں پر مبنی ہوتا ہے دوسرا یہ کہ لکھنے والا زبان کے اصول و قواعد یا درست املا سے واقف نہ ہونے کے سبب غلط ٹائپ کر جاتا ہے اور تیسرا ٹائپنگ کی وجہ سے وہ غلطیاں جن میں لفظ جوڑ توڑ کر لکھ دیا جاتا ہے دیگر اغلاط میں غلط العام، کوڈمکسنگ اور صرف و نحو کی اغلاط شامل ہیں ایسی اغلاط کی بڑی وجہ زبان کے قواعد سے نا آشنائی ہے کوڈمکسنگ کے زمرے میں آنے والے ایسے الفاظ کا استعمال کرنا جن کے بہترین اردو میں مترادفات موجود ہیں غلط ہے

ان اغلاط کے تدارک کے لیے چند تجاویز رقم کی گئی ہے مثلاً:

- زبان دان پیشہ ور افراد کو بھرتی کیا جائے
- صحافیوں کی تربیتی ورکشاپس رکھی جائیں
- زبان کی اصول و قواعد سے آشنا افراد کو نظر ثانی کے لیے رکھا جائے
- ٹائپنگ کے مسائل کے تدارک کے لیے اردو کے اچھے سافٹ ویئر بنائے جائیں۔

باب پنجم:

مجموعی جائزہ، تحقیقی نتائج وسفارشات

الف۔ ماحصل:

زبان وسیلہ ابلاغ ہے چاہے وہ ابلاغ شخصی سطح پر ہو یا معاشرتی سطح پر ، درست ابلاغ کے لیے درست زبان کا استعمال لازمی امر ہے، زبان کی غلطی مفہوم کو کچھ سے کچھ بنا سکتی ہے جو مبلغ اور سامع دونوں کے لئے ضرر رساں ہو سکتی ہے پاکستان میں ابلاغ کی زبان اردو ہے لہذا ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ کی زبان کا لسانی مطالعہ کیا جائے اور اس کے محاسن اور معائب پر روشنی ڈالی جائے چنانچہ زیر تحقیق مقالہ کا مدعا ذرائع ابلاغ(جسے ہم میڈیا کہتے ہیں)کی زبان کا لسانی جائزہ ہے۔

جس طرح میڈیا کسی بھی معاشرے کی ذہن سازی اور فکری بلوغت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے ویسے ہی زبان کی تحریری اور تقریری صورتوں میں بہتری اور ابتری کا آلہ کار بھی بنتا ہے۔

عوام و ہی زبان بولتے ہیں جو وہ سنتے ہیں بعینہ ہیں وہی زبان لکھتے ہیں جو وہ پڑھتے ہے زبان سیکھنے کے لئے مستند ذرائع سے سن کر سیکھنے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسی طرح تحریری صورت میں مستند ذرائع کے ذریعے ہی زبان کی جاسکتی ہے صحافت ایک ایسا شعبہ ہے جس میں روزمرہ معاملات زندگی، معاشرتی اور معاشی حالات کے ساتھ ساتھ علاقائی اور بین الاقوامی موضوعات پر بات کی جاتی ہے چنانچہ کسی زبان کو سیکھنے کے لئے اس زبان کا صحافتی مواد بہت حد تک معاون ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ اس مواد میں مذکورہ زبان کے زیادہ تر اور مسلسل استعمال کے الفاظ برتے جاتے ہیں اور تقریباہر شعبہ زندگی سے منسلک الفاظ اور اصطلاحیں نظر سے گزرتی ہیں لہذا کسی بھی زبان میں نشر کیے جانے والے اپرنٹ میڈیا، تحریری اور الیکٹرانک میڈیا، تقریری زبان دانی میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس تناظر میں صحافتی ذرائع ذمہ دار ہوتے ہیں کہ زبان کا درست استعمال عمل میں لائیں اور اغلاط سے پاک قواعد کے مطابق زبان نشر کریں۔ اردو کے حوالے سے دیکھا جائے تو حالات دگرگوں دکھائی دیتے ہیں میڈیا اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے انجام نہیں دے پارہا جو

زبان ٹیلی ویژن پر نشر کی جاتی ہے وہ تحریری وہ تقریری دونوں اعتبار سے اغلاط میں لتھڑی ہوئی ہے یہی زبان جب عوام سنتے اور پڑھتے ہیں تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اس حوالے سے ایک رائے یہ بھی ملتی ہے کہ نیوز چینل کی زبان عوام کی زبان پر اثر انداز نہیں ہوتی بلکہ عوام کی زبان سے متاثر ہوتی ہے کہ میڈیا وہی زبان نشر کرتا ہے جو عوام میں رائج ہے ،اب دیکھیے ہمارے یہاں صحافت کے شعبے سے منسلک ہونے کا کوئی باقاعدہ قانون تو ہے نہیں بہت سے ایسے صحافی بھی ہیں جن کے پاس صحافت کی ڈگری تک نہیں بہت سے کم پڑھے لکھے افراد بھی اس شعبے سے منسلک ہیں چنانچہ ایسے افراد کے ہاتھوں زبان کا یہی حال ہو گا۔ یہ عمل شعبہ صحافت کے لیے سوالیہ نشان کی حیثیت رکھتا ہے نہ کہ زبان کے معاملے میں عدم احتیاطی کو جواز بخشتا ہے۔

موجودہ دور میں کتب بینی کی عادت تو ناپید ہو ہی چکی ہے، اخبار پڑھنا بھی اب اولڈ فیشن تصور کیا جاتا ہے کیونکہ میڈیا کی ترسیل اس قدر عام ہو چکی ہے کہ معاشرے کا ہر فرد انفرادی طور پر اسے متاثر ہو رہا ہے چنانچہ دور حاضر میں اردو زبان میں بگاڑ یا سدھار پیدا کرنے کا بالواسطہ ذمہ دار الیکٹرانک میڈیا کو قرار دیا جاسکتا ہے ،ماضی میں اردو زبان کے باب میں میڈیا کا کردار انتہائی مثبت رہا ہے نہ صرف زبان کی ترویج ہوئی بلکہ معاشرتی سطح پر شستہ اردو لکھنے اور بولنے کو رواج ملا۔ قیام پاکستان سے قبل کی اردو صحافت کا آغاز تو عہد مغلیہ سے ہوا :جو کہ وقائع نگاری پر مبنی تھی اور پھر رفتہ رفتہ ترقی کرتی ہوئی اخباراتی اور مجلاتی صحافت کی صورت اختیار کرتی گئی ایسٹ انڈیا کمپنی کی اجارہ داری نے اردو صحافت کی رفتار کو مہمیز کرنے میں اہم کردار ادا کیا اردو کو سرکاری زبان کا درجہ ملا جس نے اردو صحافت کو فروغ دیا قیام پاکستان کے وقت گو صحافت کی صورتحال بہتر نہ تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس میں بہتری آتی چلی گئی اردو زبان اردو صحافت کے سنگ ترقی کی منازل طے کرتی گئی قیام پاکستان کے بعد پاکستان کی قومی زبان اردو قرار پائی چنانچہ وسیلہ ابلاغ اسی زبان کو قرار دیا گیا پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت اختیار کرنے تک اردوترقی کے کئی مدارج طے کر کے باقاعدہ زبان کی صورت اختیار کر چکی تھی ، پاکستانی صحافت نے زبان اردو کی ترویج اور ترقی کے ساتھ ساتھ اسے وسعت بخشی۔

پاکستان میں دفتری زبان انگریزی ہونے کی وجہ سے اردو میں نہ صرف تراجم کئے گئے بلکہ کئی نئے الفاظ اور اصطلاحیں بھی زبان کا حصہ بنیں یہ اضافہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا

مگر زبان کی بنیادی صورت اپنے تمام لوازمات کے ساتھ قائم رہی پرنٹ میڈیا کی موجودگی میں ہی الیکٹرانک میڈیا کی آمد ہوئی جو کے صحافت کی دنیا میں گیم چینجر ثابت ہوئی آغاز میں ایک پی ٹی وی تھا جو کہ پاکستان کا سرکاری چینل تھا پی ٹی وی ایک چینل تھا لیکن صحافت کے باب میں ایک دور گردانا جاتا ہے۔ عوام پی ٹی وی سے اردو تلفظ اور املا سیکھا کرتے تھے اس دور کو اردو صحافت کا عہد زریں کہا جاسکتا ہے اس عہد کو عہد زریں بنانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے عملی زندگی میں تو شعبہ صحافت کو اپنایا،مگر اردو زبان و ادب پر بھی وہ مکمل عبور رکھتے تھے ۔اکیسویں صدی میں جب نجی چینلز کی آمد ہوئی تو شعبہ صحافت نے کاروبار کی حیثیت اختیار کرلی اور نیوز چینلز کا اولیں مقصد سنسنی خیزی بن کر رہ گیا بریکنگ نیوز میں اولیت کی دوڑنے خبر کی درستگی اور زبان کی صحت کو کہیں پیچھے دھکیل دیا آغاز میں تو یہ تبدیلی محض تبدیلی نظر آئی مگر گزرتے وقت کے ساتھ یہ ایک رجحان کی صورت اختیار کرگئی نجی چینلز کی بھرمار کے باعث صحافیوں کی ضرورت پیش آئی تو ایسے افراد بھرتی کیے گئے جو کہ زبان کے اصول و قواعد سے مکمل آشنائی نہیں رکھتے تھے نتیجتا زبان کی صحت متاثر ہونے لگی زبان دان اور پیشہ ور افراد کے مقابلے میں جدید نک سک سے تیار خوش شکل افراد کو سبقت دی جانے لگی کہ یہ عوام کی ڈیمانڈ ہے عوام کی ڈیمانڈ تو صحت زبان اور ایجنڈا سے پاک صحافت بھی ہے مگر اسے کوئی خاطر میں نہیں لایا۔

گو کہ اس عدم احتیاطی نے اردو زبان کو بے حد متاثر کیا مگرانہی نجی چینلز نےخواہ ذاتی مفاد کے لئے ہی سہی اردو صحافت کو ایک نئی ڈگر پر چلانے کی جو سعی کی وہ قابل تحسین بھی ہے اس کوشش کے لئے حصول مقبولیت کے مثبت حربے استعمال کیے جانے لگے جو کہ زبان اردو کی دلکشی اور چاشنی کو ظاہر کرتے ہیں گو کہ صحافت اور ادب الگ الگ شعبے ہیں مگر صحافت میں ادب کا تڑکا دلچسپ اور محظوظ کن تجربہ ثابت ہوا اس حوالے سے مختلف ٹی وی چینلز پر بالعموم اور زیر تحقیق نیوز چینلز(جیو نیوز ہم نیوز اور سچ نیوز) بالخصوص کے تحریری مواد کا جب معائنہ کیا گیا تو ایسے کئی حربوں کا استعمال نظر سے گزرا گو کہ ان حربوں کے استعمال کے پس پردہ مقصد حصول مقبولیت یا انفرادیت کا حصول ہوتا ہے مگر بہر طور یہ زبان کی ترویج میں اہم سنگ میل گردانے جاتے ہیں سہل فہمی کے لئے ان حربوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

- ادبی تناظر
- لسانی تناظر

ادبی تناظر کے ضمن میں اشعار کا استعمال تشبیہات و استعارات کا استعمال کیا جاتا ہے جبکہ لسانی تناظر کے ضمن میں زبان کی چاشنی کے مختلف حربوں کا استعمال اور قوافی کا استعمال شامل ہے

ان حربوں کا استعمال نہ صرف خبر کو دلچسپ بناتا ہے بلکہ پڑھنے اور سننے والوں کی توجہ بھی کشید کرتا ہے اس معائنہ میں مثبت حربوں کے ساتھ ساتھ لسانی اغلاط کا بھی ایک وسیع باب بھی دکھائی دیتا ہے جو کہ زبان اردو کے بگاڑ کا سبب بن رہا ہے۔

ان لسانی اغلاط کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے قواعد کی اغلاط اور لسانیاتی اغلاط قواعد کی اغلاط کے ضمن میں املا ہجا، صرف و نحو اور روزمرہ محاورہ کی اغلاط شامل ہیں جبکہ لسانی اغلاط کے ضمن میں کوڈ مکسنگ، غلط العوام اور سلینگ شامل ہیں۔

عمومی طور پر دیکھا جائے تو اغلاط کے باب میں زیادہ تر اغلاط املا کی سامنے آتی ہیں جس کی بنیادی وجہ تو درست املا سے ناواقفیت ہے مگر ساتھ ہی ساتھ جلدی اور تیزی میں لکھی گئی تحریر بھی ہے اسی طرح روزمرہ اور محاورے کی اغلاط بھی عموماً نظر سے گزرتی ہیں صرف و نحو کے ضمن میں واحد جمع ،تذکیر و تانیث ،حشو و زوائد اور حروف ربط کا غلط استعمال دیکھا گیا ہے۔

کوڈ مکسنگ کے زمرے میں آنے والے انگریزی الفاظ کا بے دریغ اور بے جا استعمال اردو کو بری طرح متاثر کر رہا ہے غلط العوام کی تکرار صحیح اور غلط کے فرق کو مٹاتی جا رہی ہے یہ دو عوامل مل کر میڈیائی زبان کو بہتر بنانے کی بجائے ابتر بنا رہے ہیں۔

ان اغلاط کے اسباب پر اگر غور کیا جائے کو سرِ فہرست اردو زبان کے اصول و قواعد سے نا آشنائی ہے جو افراد شعبہ صحافت سے منسلک ہیں وہ زبان کے اصول و قواعد سے نا آشنا ہیں محض بول چال کی حد تک اردو کی واقفیت ایک صحافی کے لیے ناکافی ہے دوسرا اولیت کی دوڑ ہے سب سے پہلے خبر نشر کرنے کے چکر میں لسانی اغلاط سامنے آتی ہیں لہذا اگر ان وجوہات کا تدارک کر لیا جائے تو میڈیا کی زبان کو بہتر بنایا جا سکتا ہے، تدارک کے لیے یا تو زبان دان افراد بطور صحافی بھرتی کیے جائیں یا پھر عملے کو اردو زبان کے اصول و قواعد کی باقاعدہ

تعلیم دی جائے پر کشش معاوضہ پر اہل زبان افراد لائے جائیں جو کہ چینلز کی سرپرستی کریں پیمرا جو پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کو کنٹرول کرتا ہے خبر کی درستی کے ساتھ ساتھ زبان کی درستی کو بھی اولین ترجیح بنائے اردو ٹائپنگ کے اپنے سافٹ ویئر بنائے جائیں جو اغلاط کی نشاندہی کریں اور اصلاح کی پیشکش کریں۔

ب۔ تحقیقی نتائج:

۱. میڈیا کی زبان عوام کی زبان کو بالواسطہ متاثر کرتی ہے۔ تحریری اور تقریری دونوں صورتوں میں میڈیا کی زبان عوام کی زبان پر اثر انداز ہوتی ہے۔

۲. اُردو نیوز چینلز جیو نیوز، ہم نیوز اور سچ نیوز کے ہاں حصول مقبولیت کے مثبت حربے برتے جاتے ہیں، جن میں اشعار اور قوافی کا استعمال، تشبیہات و استعارات کا استعمال، محاورات اور ضرب الامثال کا برمحل استعمال دیکھا گیا ہے۔ یوں یہ سمجھنا درست نہیں کہ میڈیا پر استعمال ہونے والی زبان کلیتاً غیر معیاری ہے۔ یہاں تک کہ ان چینلز نے صحافتی زبان کے نئے پیرائے بھی تخلیق کیے ہیں۔

۳. اُردو نیوز چینلز جیو نیوز، ہم نیوز اور سچ نیوز کے تحریری مواد میں لسانی اور قواعد کی اغلاط موجود ہیں، جن میں املا کی اغلاط سرفہرست ہیں۔ علاوہ ازیں صَرف و نحو کی اغلاط، غلط العوام کی تکرار اور سلینگ کا استعمال دیکھا گیا ہے۔

۴. نیوز چینلز کے تحریری مواد میں لسانی اغلاط کی کئیں وجوہات ہیں، جن میں زبان شناس افراد کی قلت اور اولیت کی دوڑ میں سرفہرست ہیں۔

ج۔ سفارشات

۱. زیر تحقیق موضوع اپنی نوعیت کا منفرد موضوع ہے، یہ مقالہ اس سلسلے کی پہلی کوشش ہے، اور آنے والے محققین کے لئے دعوت عمل بھی ہے کیونکہ اردو کے طلبا کا یہ فریضہ بنتا ہے کہ وہ معاشرے میں رائج اردو زبان میں بگاڑ کے اسباب تلاش کریں اور ان کے سدباب کی راہیں ہموار کریں۔ میڈیا کی زبان کا لسانی مطالعہ اس حوالے سے ایک اہم قدم ہے کیونکہ میڈیا کی زبان سے عوامی زبان براہ راست متاثر ہوتی ہے۔

۲. میڈیا مالکان کو چاہیے کہ وہ میڈیا ملازمین کے لیے زبان شناسی (لسانی اصول و قواعد) کی ورکشاپس منعقد

کروائیں اور ادبی پروگرام منعقد کیے جائیں جن میں اردو زبان و ادب کے ماہرین کو مدعو کیا جائے۔

۳. جامعات میں میڈیا اسٹڈیز کے نصاب میں ایک پرچہ اردو زبان کا شامل کیا جائے جس میں زبان کے بنیادی اصول و قواعد کی تعلیم دی جائے۔ کچھ جامعات میں یہ پرچہ رائج ہے، جہاں نہیں ہے، وہاں بھی ہونا چاہیے۔

۴. حکومتی اداروں کو چاہیے کہ وہ قومی زبان کی بقا اور ترویج کے لیے ٹھوس اقدامات اٹھائیں۔ بالخصوص پیمرا کو چاہیے کہ وہ چینلز کو درست زبان کے استعمال کا پابند بنائے۔

کتابیات

احسان دانش، دستور اردو، مکتبہ دانش، مزنگ لاہور، ۱۹۵۱

احمد ابراہیم علوی، اردو صحافت کا جائزہ، مکتبہ دانش محل، امین الدولہ پارک لکھنو، جنوری ۲۰۰۰

احمد ابراہیم علوی، اردو صحافت کا مطالعہ، اسلامک سروسز، رفعت منزل ڈالی گنج لکھنو، نومبر ۲۰۰۹ء

اصغر عباس، سرسید کی صحافت، انجمن ترقی اردو، ۱۹۷۵

اصول صحافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد، ۲۰۰۳

اعجاز راہی، املار موز و اوقاف کے مسائل،، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۷۵

انور دہلوی، اردو صحافت، اردو اکادمی، دہلی، ۲۰۰۶،

تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، اردو ادب (جلد سوم) ۱۸۰۳ تا ۱۸۰۷، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، اولین اردو سلینگ لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2015

سہیل وحید، صحافتی زبان (اردو روزنامہ اخبارات کی روشنی میں)، دہلی، جنوری ۱۹۴۴،

صالح عبداللہ، ڈاکٹر، اردو صحافت میں اظہار و ابلاغ کے مختلف پیرائے کا تنقیدی جائزہ، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۹ء

عبدالسلام خورشید، فن صحافت، مکتبہ کاروان، لاہور، ۱۹۶۶

عبدالسلام خورشید، پاکستانی صحافت کی ترقی کا ایک جائزہ، مشرق، لاہور، ۲۰ جنوری ۱۹۶۸

فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو قواعد واملا (مسائل ومباحث)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۰

قیصر شمیم، ڈاکٹر، اردو ادب پر ذرائع ترسیل عامہ کے اثرات،، فینس آفسٹ پریس فراش خانہ، دہلی، ۱۹۸۰ء

محمد شاہد، پروفیسر، اردو اور عوامی ذرائع ابلاغ، اظہار عثمانی اردو اکادمی، دہلی، ۲۰۰۷ء

مسکین علی حجازی، ڈاکٹر، پنجاب میں اردو صحافت، مغربی پاکستان اکیڈمی، لاہور، ۱۹۹۵

مسکین علی حجازی، صحافتی زبان، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۷۵

مشتاق صدف، اردو صحافت زبان تکنیک، تناظر، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاوس، دہلی، ۲۰۱۰

مولوی عبدالحق، قواعد اردو، انجمن ترقی اردو (ہند)، نئی دہلی، ۱۹۰۶ء

WEBSITES

https://ur.wikipedia.org/wiki

https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/print-media

https://rekhtadictionary.com/meaning-of-qaafiya?lang=ur

https://adbimiras.com/urdu-nasar-mein-tanz-o-mizah-dr-sheikh-naginvi/

https://en.wikipedia.org/wiki/Code-mixing

https://www.dawnnews.tv/news/1019915

http://urdulughat.info/words

https://www.oxfordlearnersdictionaries.com

ضمیمہ جات

1۔ سوالنامہ

۱. کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

۲. آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں؟

۳. غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

۴. میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

۵. کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائے دیجیے۔

ضمیمہ جات

نواز شریف کا پہلا روضہ کہاں ہوگا۔۔۔؟
عادل عباسی
معاون خصوصی وزیر اعظم
مسلم لیگ نواز
اعتراض
ARY
خواجہ آصف کے اپنے بھی کیسز نیب میں چل رہے ہیں، عثمان ڈار
Friday

وزیراعظم کا بڑا فیصلہ، سرکاری
چھوٹیاں ختم

سید محسن عالم شاہ: اسکالرایم فل اردو نمل یونیورسٹی اسلام آباد،

سوال نمبر۱: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟

جواب: زبان انسان کے جذبات خیالات اور احساسات کی ترجمانی اور ترسیل کا اہم وسیلہ ہے اس کے ذریعے انسان بولتا ہے اور ہر طرح کی گفتگو کرتی ہے اس لیے زبان محض گوشت کا ایک ٹکڑا نہیں بلکہ انسانی کردار معاشرے اور تشخص کی تشکیل میں اس کا بہت عمل دخل ہے اسی طرح صحافتی زبان بول چال کی ایک قسم ہے جس کے ذریعے صحافی روزمرہ کے ملکی اور بین الاقوامی حالات وواقعات سے لوگوں کو میڈیا کے ذریعے آگاہ کرتے ہیں جہاں تک میڈیا کی زبان ہے تو اس میں زبان کے لب ولہجے اور معیار کا اتنا خیال نہیں رکھی جاتی جتنی ادبی زبان کا خیال رکھا جاتا ہے کیوں کہ میڈیا کی زبان کا بنیادی مقصد لوگوں تک پیغام رسانی کا ہے جس کی وجہ سے میڈیا کی زبان کے معیار کا خیال نہیں رکھا جاتا

سوال نمبر۲: آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟

جواب: زبان محض ایک لفظ نہیں بلکہ زبان انسان کے مجموعی کردار ، ماحول ، معاشرے اور کارکردگی کی علامت ہے اس لیے زبان انسانی معاشرے کا اہم اور بہت بڑا حوالہ ہے میڈیا میں انسانی اخلاق وکردار کی عمارت زبان کے درست استعمال پر استوار ہوتی ہے کسی کا اخلاق کیا صورت اختیار کرتا ہے اس کا انحصار زبان کے غلط اور ٹھیک استعمال پر ہوتا ہے اگر کوئ صحافی درست زبان کی بجائے غلط زبان کو اپنائے تو اس سے میڈیا اور معاشرے پر برے اثرات مرتب ہوسکتے ہیں اس کے برعکس اگر زبان کو درست اور صحیح استعمال کی جائے تو یہ معاشرے میں امن وسلامتی کی ضمانت بن جاتا ہے اور اگر کوئ زبان کا غلط اور ناجائز استعمال کریں تو اس سے معاشرے اور لوگوں کے درمیان فساد بد امنی انتشار اور اخلاقی بحران پیدا ہوسکتی ہے زبان کا صحیح استعمال یہی ہوگا کہ صحافی سچ بولے

اخلاق اور روایات کے دائرے میں بات کرے فحش کلامی نہ کرے گفتگو اور تبصروں میں اعتدال کا مظاہرہ کرے پیغام رسانی کے وقت صحافی ان اصولوں کا خیال رکھے اور غیر خروری گفتگو سے احتراز کرے۔

سوال نمبر۳: غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

جواب: فرد معاشرہ اور زبان لازم وملزوم ہیں آج کل تو معاشرے کے بگاڑنے اور سنوارنے میں میڈیا کا کردار اہم ہے کیوں کہ معاشرے میں جو واقعات رونما ہوتی ہیں اس کے پھیلانے میں اہم کردار میڈیا ادا کرتی ہے جب کوئ معاشرہ تشکیل پاتا ہے تو اس کا ایک اجتماعی تاثر ابھرتا ہے وہ جیسا بھی ہو کسی بھی ماحول میں پیدا ہونے والا فرد اس ماحول کے اثرات کیے بغیر نہیں رہ سکتا اب اگر میڈیا میں صحافی غیر معیاری زبان استعمال میں لاتی ہے تو وہ ظاہر ہے وہ غلط العوام الفاظ کو استعمال کرے گے جس کے اثرات نہ صرف میڈیا پر اثر انداز ہوتی ہے بلکہ عوام اور خواص دونوں ان اثرات کو قبول کرلیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ الفاظ عوام میں مقبولیت اختیار کرتا ہے جن کے واضح مثالیں موجود ہیں جیسی لفظ خود کشی ہے لیکن میڈیا کے صحافی اور عوام میں یہ لفظ خود کشی ادا کی جاتی ہے اسی طرح درویش کو میڈیا والے صحافی اس کا تلفظ غلط ادا کرتا ہے جس کی وجہ سے یہ الفاظ عوام میں عام ہوچکے ہیں جس کی درست ادائگی سے لوگ عاری ہیں اور اسے پتہ بھی نہیں کہ اس کا اصل مطلب اور معنی کیا ہے میڈیا کی وجہ سے یہ الفاظ معاشرے میں غلط العوام کی صورت میں مقبول ہوچکے ہیں جس کو بیشتر لوگ غلط ادا کرتے ہیں اس کے باوجود اسے درست سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان اثرات کی وجہ سے ان الفاظ نے عام بول چال کی حیثیت اختیار کی ہے جس سے میڈیا اور معاشرے میں درست اور غلط الفاظ کی ادائگی کا تصور ختم ہوگیا ہے ۔

سوال نمبر۴: میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب۔ میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اصلاح کی کئ صورتیں ہوسکتی ہیں جس میں چند درج ذیل ہیں:

۱. میڈیا پر اکثر غیر معیاری الفاظ عام گفتگو میں استعمال ہوتے ہیں ان غیر معیاری الفاظ کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہیے مثلا لفظ گڑ بڑ کی بجائے پنگے کے لفظ کو استعمال کرنا مناسب ہے لفظ کیا کی بجائے بولا درست ہے وغیرہ آج کل سوشل میڈیا پر ان غیر معیاری الفاظ کا استعمال معمول بن گیا ہے جس کو میڈیا پر صحافی حضرات کثرت سے استعمال کرتے ہیں
۲. صحافت ایک معزز پیشہ ہے اس لیے ان میں الفاظ کا چناؤ سوچ سمجھ سے کرنا چاہیے
۳. صحافت میں اہم چیز الفاظ کو مستحسن انداز میں برتنا چاہیے
۴. صحافی کے لیے ضروری ہے کہ وہ مناسب اور موزوں الفاظ کے انتخاب کا ماہر ہوں
۵. صحافی کے لیے ذخیرہ الفاظ کا ہونا نہایت ضروری ہے یہ کمی کثرت مطالعہ سے دور ہوسکتی ہے
۶. میڈیا کے سربراہان کا بھی یہ سماجی فریضہ ہے کہ وہ میڈیا میں ایسے افراد کو فرائض پر مامور کرے جو زبان پر مکمل عبور رکھتے ہوں تاکہ اس سے زبان کا معیار برقرار رہے اور نمائندگان کی زبان کی اصلاح ہوجائے۔
۷. پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اس لیے حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ تمام چینلوں کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ عوامی دلچسپی کو مد نظر رکھ کر اردو زبان کے فروغ وترویج کے لیے مہینے میں ایک دو پروگرام میڈیا کے ذریعے نشر کریں جس کی وجہ سے اردو زبان جی ساخت تلفظ اور بول چال کا معیار قائم ودائم رہے گا۔

سوال نمبر۵: کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائے دیجئیے۔

جواب: اُردو پاکستان کی قومی زبان ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان میں اردو کو وہ مقبولیت حاصل نہ ہوسکا جو اس کو ہونا چاہیے تھا بلکہ اس کے بر عکس انگریزی زبان کو دفتری مراسلت اور ترسیل کا ذریعہ بنایا گیا ہے اخبار کی بجائے الیکٹرانک میڈیا کو دنیا بھر میں تیزی سے ترقی کی ہے الیکٹرانک میڈیا کی ترقی میں موبائل اور سوشل میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے پاکستان میں روز بروز ترقی کرنے والا الیکٹرانک میڈیا بدقسمتی سے اردو زبان کے بگڑنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے جس کے نتیجے میں اردو ترقی کی بجائے زبوں حالی کا شکار ہے الیکٹرانک میڈیا کے مختلف چینلز پر اردو کے ناقص بول چال کی انتہا ہے جو حقیقت میں صاحبان علم اور اہل زبان کے لیے تشویش ناک ہے کیوں کہ غیر معیاری یا غلط زبان کا فروغ پہے سے ملک میں چلا آرہا تھا مختلف نجی ٹی وی چینلز اور اس پر نشر کی جانے والے اشتہارات ، ڈراموں ، فلموں ، خبروں ، سیاسی ومعاشرتی مباحثوں اور صبح وشام نشر ہونے والے شو عام ہوچکے ہیں جس کی وجہ سے اردو زبان دن بدن اپنی اصل کی بجائے غیر معیاری صورت کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے مختلف ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر سماجی ، سیاسی مسائل اور مسائل معلوماتی مباحث پر تبصرہ کرنے والے خبریں اور اس پر گفتگو اور تجزیہ کرنے والے مرد وخواتین کی اردو کافی حد تک شرمناک ہے اس کے برعکس سرکاری ٹی وی چینلز نے اپنے معیار اور زبان کے لب ولہجے کو برقرار رکھا ہے مختلف نجی چینلز والوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مختلف پروگرام اور خبروں کی نشر کرنے کے لیے زبان دان اور اردو شناس افراد کو بھرتی کرے تاکہ وہ اردو زبان کی درست ادائگی اور صحیح بول چال کو عام کرنے کی کوشش کرے نیز مختلف پروگراموں کے میزبانوں کے انتخاب میں بھی ان کے معیار کا خیال رکھے تاکہ ان کے گفتگو سے سامعین اور ناظرین معیاری اردو سیکھنے اور بولنے میں مدد ملے مختصر یہ کہ اردو زبان کی ترقی وترویج کے لیے اہل زبان والوں کو مختلف نجی چینلز میں مامور کرنے سے اردو زبان کی ساخت ادائگی اور بولنے کو ترقی ملے گی۔

عمر فاروق: **ایم اے انگریزی نمل یونیورسٹی اسلام آباد۔**

سوال نمبر۱: **کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟**

جواب: اگر زبان کو بطور وسیلہ ابلاغ لیا جائے تو اس میں معیار کی بحث کمزور پڑ جاتی ہے، اس دور کے مسائل اور وسائل مختلف ہونے کی مناسبت سے ڈکشن یا لغت بھی مختلف بنتی ہے۔ دنیا گلوبلائزیشن کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے تو اس میں زبان کو ایک معیار دے کے رکھنا ایک مشکل امر ہے۔ یوں بھی زبان اپنے بولنے والوں کی محتاج ہے جیسے اہل زبان نے بولا ویسے زبان اور اس کے معانی قرار پا گئے

سوال نمبر۲: **آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟**

جواب: زبان اگر اپنے ابلاغ میں ناکام ہے تو اسے ضرور غلط تصور کیا جائے یقیناً املا کی غلطیاں اور تلفّظ کی ادائیگی میں اگر بے تحاشا مسائل ہیں تو اس کی کسی حد تک فکر ضروری بھی ہے۔ ان مسائل کو زبان کی تربیت سے کسی حد تک کم کیا جا سکتا ہے لیکن ان مسائل سے مکمل طور پر چھٹکارا حاصل کر لینا بھی ممکن نظر نہیں آتا۔

سوال نمبر۳: **غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟**

جواب: میڈیا کی زبان عوامی زبان ہونی چاہیے۔ اس کو خالصتاً ادبی زبان بنا دینا یا اس میں ثقیل الفاظ کو شامل کرنا، عوام سے اس کو دور کر سکتا ہے اور عوام میڈیا سے مکمل فائدہ حاصل نہیں کر سکے گی۔ میرے خیال تک میڈیا کو عوامی الفاظ سے سروکار ہونا چاہیے نہ کہ ادبی الفاظ سے۔

سوال نمبر۴: میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: ہم میڈیا سے اچھی اور معیاری اردو زبان کی اس لیے بھی توقع نہیں رکھ سکتے کیونکہ ہم عوام سے بھی ایسی توقع نہیں رکھتے۔ عوام کو اس معاملے میں اول رکھا جائے اور میڈیا کو بعد۔ مزید یہ کہ زبان کو اس کی علمی وسعت سے ناپا جائے نہ کہ اس کے مہذبانہ رویوں سے۔ الفاظ کا اپنا روپ بدلنا اس کا عامیانہ پن نہیں ہو سکتا یا شاید زبان کا عامیانہ پن سرے سے موجود ہی نہیں چونکہ زبان کا اصل مقصد احسن ابلاغ ہے۔

سوال نمبر۵: کیا الیکٹرانک میڈیا(بالخصوص نجی چینلز)نے اردو بول چال کو متاثر کیا ہے ؟ ذاتی رائے دیجئے۔

جواب: جی اس بات کا بھی امکان ہو سکتا ہے لیکن اس بات کو اگر ہم گاؤں کی سطح پر لوگوں میں دریافت کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بھی یقیناً خبریں سنتے ہیں، میڈیا سے باخبر ہیں اور میڈیا کے ذریعے باخبر ہیں لیکن چونکہ ان کی آپس کی زبان سندھی، بلوچی ، پنجابی، پشتو وغیرہ ہے تو وہاں لوگوں میں مقامی زبان یا بولی ہی زیادہ سمجھی، سنی اور بولی جاتی ہے۔ شہر میں بھی ہر طبقہ اردو زبان کی طرف مختلف رجحان رکھتا ہے حالانکہ خبریں تمام طبقات سنتے ہیں اور عمومی طور ایک جیسے چینلز سے خبر ان تک پہنچتی ہے۔

سبطین بلوچ : اسکالر ایم فل اردو نمل یونیورسٹی اسلام آباد

سوال نمبر۱: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: جی نہیں ، میرے خیال میں میڈیا کی زبان کو ہم بطور معیار نہیں رکھ سکتے، اولاً یہاں زبان کا عمومی انداز یہ ہے کہ انگریزی کے الفاظ کا استعمال بے جا اور بہت زیادہ ہے۔ مزید یہ کہ یہاں اردو زبان میں بھی املا کی جا بجا غلطیاں نظر آتی ہیں اور اسی انداز میں الفاظ کی ادائیگی یعنی تلفّظ میں کوتاہی برتی جاتی ہے۔

سوال نمبر۲: آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟

جواب: زبان اپنی معیاری صورت میں جس ذریعہ سے حاصل ہو گی اسے زبان کے ایک مدرسے کی حیثیت بھی حاصل ہو گی ، جیسا کہ ابتدائی اردو اخبارات میں الفاظ کے چناؤ اور املا میں خاص رعایت برتی جاتی رہی، مگر موجودہ وقت میں میڈیا بطور زبان کے مدرس کے اپنی حیثیت کھو بیٹھا ہے

سوال نمبر۳: غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

جواب: میڈیا کو ہماری زندگیوں میں بہت قریب کی وابستگی ہے۔ میڈیا کی وساطت سے اردو زبان میں انگریزی الفاظ کی اس قدر شمولیت ہو گئی ہے کہ اردو زبان بجائے خود بدیسی ذائقے میں ڈھل گئی ہے۔ میڈیا کی زبان چونکہ بہت تیزی سے معاشرے میں سرایت کرتی ہے اور معاشرہ اسے قبول بھی کرتا ہے اس لیے میڈیا کا ترسیل شدہ ہر غلط لفظ قریباً غلط العوام کی حیثیت حاصل کر لیتا ہے ۔

سوال نمبر۴: میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: زبان کی اصلاح کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ میڈیا نمائندگان کی اپنی زبان درست کی جائے، انہیں باقاعدہ طور پر تربیت دی جائے۔ پھر جو الفاظ غلط العوام ہو چکے یا کسی بگڑی صورت میں معاشرے کی زبان کا حصہ بن گئے انہیں باقاعدہ ایک مہم کے انداز میں درستگی کر کے عوام تک پہنچایا جائے۔

سوال نمبر۵: کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائےدیجئے

جواب: جی یقیناً ایسا ہے، ہمیں بطور معاشرے کا فرد اردو بولنے میں جو تامل ہے اس میں زیادہ حصہ الیکٹرانک میڈیا کا ہے، عوام میڈیا کی زبان کو قبول کرتی ہے اور اس کی پیروی بھی کرتی ہے۔

مریم زہرا: ڈیپارٹمنٹ آف میڈیا اینڈ کمیننکیشن سٹڈیز، یونیورسٹی آف سرگودھا

سوال نمبر۱: **کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟**

جواب: نہیں جی چند ایک کے سوا میڈیا کی زبان معیاری نہیں بلکہ اغلاط سے بھرپور ہوتی ہے تلفظ غلط ہوتا ہے اور اب تو انگلش(انگریزی)کے الفاظ اردو میں بکثرت مستعمل ہیں آہستہ آہستہ متبادل انگریزی زبان کے الفاظ استعمال کرتے کرتے اردو کے متروک ہوتے چلے جائیں گے جو کہ خوش آئیند بات نہیں ہے۔

سوال نمبر۲: **آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟**

جواب: میڈیا کہ ساکھ خراب ہو یا نہ ہو زبان ضرور متاثر ہوتی ہے غلط الفاظ رائج ہوجائیں تو بہت مسائل بن سکتے زبان کا وجود قائم رکھنے میں

سوال نمبر۳: **غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟**

جواب: میڈیا ایک قسم کا ادارہ ہے جہاں سے لوگ سیکھتے ہیں پہلے وقتوں میں تو لوگ زبان کی اصلاح کے لیے بھی میڈیا کا سہارا لیتے تھے جیسے انگریزی زبان سیکھنے کے لیے لوگ انگریزی اخبار پڑھا کرتے تھے انگریزی کا معیار شاید اب بھی وہی ہو لیکن اردو اخبار میڈیا چینل کے اینکرز اغلاط سے بھرپور اردو لکھ اور بول رہے ہیں۔

سوال نمبر۴: **میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟**

جواب: سب سے پہلے تو پابندی لگائی جائے اردو میں دوسری زبانیں نہ ملائیں بے شک فاضل

اساتذہ کرام اس بات کو مثبت لیتے ہیں کہ اس سے اردو کا دامن وسیع ہورہا۔ہورہا ہو گا لیکن یہ بھی تو دیکھیں کہ متبادل الفاظ جو متروک ہورہے ان کو کون استعمال کریگا جب استعمال نہیں ہونگے تو غریب ہوجائیں گے مطلب ان کے معانی وغیرہ ڈھونڈنے میں دقت ایک دن ختم ہوجائیں گے کیونکہ زبانیں بولنے اور ادب تخلیق کرنے سے زندہ رہتی ہیں

سوال نمبر۵: کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائےدیجیئے؟

جواب: معذرت میں ذرا چینلز سے دور ہی رہتی سو کچھ نہیں کہ سکتی۔

سیدہ کنزہ بتول: ایم فل اسکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا۔

سوال نمبر ا: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

جواب: نہیں جی جب سے نجی چینلز کی تعداد میں اضافہ ہوا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معیارِ زبان میں بھی کمی آنا شروع ہوئی۔۔

سوال نمبر ۲: آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟

جواب: غلط زبان کے استعمال کا سب سے زیادہ اثر میڈیا کی رٹینگ پر ہوتا ہے۔جو میڈیا ہاؤس غلط زبان کا استعمال متواتر کرے وقت کے ساتھ ساتھ وہ اپنی رٹینگ بھی گنوا بیٹھتا ہے

سوال نمبر ۳: غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟

جواب: میڈیا ایسا پلیٹ فارم ہے جو معاشرے کا تقریباََ ہر فرد استعمال کرتا ہے اور اس پر نشر ہونے والے پروگرام اور ان میں بارہا استعمال ہونے والی معیاری اور غیر معیاری زبان ٹھیک یا غلط الفاظ بلواسطہ یا بلاواسطہ معاشرے پر شدت سے اثر انداز ہوتی ہیں اور یہ معاشرتی معملات کا حصہ بنتی چلی جاتی ہیں

سوال نمبر ۴: میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: اسکی اصلاح کی بہترین صورت یہ ہے میڈیا پروگرامز میں معیاری زبان استعمال کی جائے۔جبکہ دوسری صورت میڈیا گریجویٹس کو اصلاحِ زبان اور صحیح الفاظ کے متعلق موثر تعلیم دی جائے

سوال نمبر۵: کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائے دیجیئے؟

جواب: جی بلکل ریٹنگ کے چکر میں نجی چینلز بعض اوقات لکھنے اور بولنے میں اس قدر غلط اور غیر معیاری الفاظ کا چنائو کرتے ہیں کے جو اردو بول چال کے لئے مجموعی طور پر باعثِ نقصان ثابت ہوتی ہے۔

علی باقر: **پاکستان ائیر فورس**

سوال نمبر۱: **کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟**

جواب: سیاسی اور مزہبی موضوعات پر غیر معیاری تبصرے اور الفاظ کا چناؤ اَچھا نہیں ہوتا اس کی وجہ اچھے لوگوں کو مدعو نہ کرنا ہے

سوال نمبر۲: **آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟**

جواب: بہتر زبان کے استعمال نہ ہونے سے معاشرتی اقدار متأثر ہوتی ہیں

سوال نمبر۳: **غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟**

جواب: غیر سنجیدگی فروغ پاتی ہے

سوال نمبر۴: **میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟**

جواب: شعرا اور قومی زبان ادبیات سے شغف رکھنے والے افراد کو سامنے لایا جائے

سوال نمبر۵: **کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائے دیجیئے**

جواب: کافی حد تک

مہک فاطمہ: ایم۔اے، میس۔کام، یونیورسٹی آف سرگودھا

سوال نمبرا: **کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈیا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟**

جواب: موجودہ میڈیا کی زبان کسی طور پر معیاری نہیں جہاں اردو کے تلفظ و ادائیگی میں خامیاں پائی جاتک ہیں وہاں ہی اردو کہ بجائے انگریزی زبان کا استعمال کثرت سے کیا جاتا ہے اور مزید یہ کہ بہت سے نامناسب الفاظ کا بےدریغ استعمال کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۲: **آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟**

جواب : جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ میڈیا ایجنڈا سیٹنگ کا طور پر استعمال ہوتا ہے اور بہت سے لوگ میڈیا سے اپنے اطوار و طریق کو اپناتے ہیں لہذا میڈیا کی غیر معیاری زبان معاشرے میں غیرمعیاری زبان کا سبب بنتی ہے

سوال نمبر۴: **میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟**

جواب : میڈیا کی غیر معیاری اردو کی اصلاح کے لیے ہمیں میڈیا اسٹوڈنٹ کو بنیادی تعلیم میں اردع تلفظ پر زور دینا پڑے گا اور میڈیا سے وابسطہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اردو اخبارات و کتب کا مطالعہ کرنا چاہیے

سوال نمبر۵: **کیاالیکٹرانک میڈیاکی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نےاُردوبول چال کومتاثرکیاہے؟ذاتی رائے دیجیئے**

جواب : الیکٹرانک میڈیا ہو یا پرنٹ میڈیا ماڈرنزم کے نام پر اردو میں انگریزی کے الفاظ مربوط کر کے اردو زبان کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔

**اسلام الدین :	ایم فل اسکالر نمل یونیورسٹی اسلام آباد**

**سوال نمبر۱:	کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟**

جواب:	جی نہیں زبان معیاری نہیں ہے۔وجوہات یہ ہیں کہ تربیت نہیں ہوتی،اس شعبہ میں باقاعدہ ارادے سے بہت کم لوگ آتے ہیں پروفیشنل ڈگری اور تجربہ نہیں ہوتا۔

**سوال نمبر۲:	آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مُرتب ہوتے ہیں ؟**

جواب:	غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر اثرات ۹۰٪ تو شائد نہیں ہوتے کیوں کہ صرف ۱۰ فیصد پڑھا لکھا طبقہ ہے جو متاثر ہوتا ہے۔اب اگر اسکوالٹ کر کے دیکھیں تو جو ۹۰٪ ہے اسکے اندر وہ جو غلط زبان کا استعمال ہے وہ رائج ہو جائے گا اور آنے والے دور میں آپ کی زبان میں غلط العام الفاظ زیادہ ہو جائیں گے۔

**سوال نمبر۳:	غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثر انداز ہوتی ہے؟**

جواب:	اسکا آسان جواب وہ آفتاب اقبال کا پروگرام ہے،عوام میں بڑا مقبول ہے آپ نائی کی دکان پہ چلے جایں وہ بھی بات کر رہا ہوتا ہے دھوبی کا کتا یا کتا پھر پیچھے کوئی جواب دینے والا بھی بیٹھا ہوتا ہے کہ اس پر تحقیق ہوئی ہے اور اسنے یہ بات غلط کی ہے۔تو یقیناً اس کے بہت اثرات ہیں ۔

**سوال نمبر۴:	میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟**

جواب:	ایک تو عملہ تربیت یافتہ رکھیں جن کے پاس ڈگری ہو۔زبان سے مطلقہ لوگوں کو رکھیں۔ٹائپنگ کرنے والوں پر بھی ایک نگران ہونا چاہیے جو وقت کے ساتھ انکی اصلاح کرتا رہے۔

سوال نمبر۵: کیاالیکٹرانک میڈیا کی آمد(بالخصوص نجی چینلز)نے اُردو بول چال کو متاثر کیا ہے؟ذاتی رائے دیجیئے؟

جواب: جی بلکل متاثر کیا ہے بری طرح متاثر کیا ہے۔

ہاجرہ امینہ علی :   (سکالر ایم فل اردو، نیشنل یونی ورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد)

سوال نمبرا: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میڈ یا کی زبان معیاری ہے؟اگر نہیں تو غیر معیاری ہونے کی وجوہات کیا ہیں ؟

جواب: بہ طور مجموعی بات کی جائے تو میڈیا میں اکثریت کی زبان کو معیاری کہنا غلط ہو گا۔ تاہم الیکٹرانک میڈیا کے معدودے چند چینلز کے بعض پروگرامات میں معیاری زبان کو شعوری طور پر برتا جاتا ہے؛ پرنٹ میڈیا میں چند اخبارات و جرائد زبان کے حوالے سے شعوری کوشش کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں؛ سوشل میڈیا پر بھی بعض جگھوں پر معیاری زبان دیکھنے کو ملتی ہے۔ تاہم بہ طور مجموع اکثر میڈیا خبروں اور تحاریر کو نسبتاً پُرکشش بنانے کی دوڑ میں زبان کے معیار اور شائستگی کی طرف دھیان نہیں دیتے۔

سوال نمبر۲:   آپ کے خیال میں غلط زبان کے استعمال سے میڈیا کی ساکھ پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

جواب: کسی قسم کا میڈیا بھی ہو، وہ اپنے مندرجات کی ترسیل زبان کے ذریعے ہی کرتا ہے۔ میڈیا کی ساکھ کا بہ راہِ راست تعلق زبان کے چناؤ سے ہے۔ معیاری اور شائستہ زبان میڈیا کے معیاری ہونے کی دلیل بن جاتی ہے، جب کہ غلط زبان کا استعمال کرنے والے میڈیا کی ساکھ پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

سوال نمبر۳:   غیر معیاری زبان اور غلط العوام الفاظ کی میڈیا پر تکرار معاشرے پر کیسے اثرانداز ہوتی ہے؟

جواب: عوام شعوری و غیر شعوری دونوں طرح سے میڈیا سے اثر قبول کرتی ہے۔ میڈیا کی غیر معیاری زبان اور غلط الفاظ کی تکرار سے معاشرے میں زبان کے یہ رویے مروج ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر معیاری زبان سے کراہیت کے بجائے معاشرہ اسے قبول کرنا شروع کر دیتا ہے، نیز غلط الفاظ کی اصلاح ہونے کے بجائے وہ غلط ہیبت میں مزید مستحکم ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر۴:   میڈیا پر نشر کی جانے والی غیر معیاری اردو زبان کی اصلاح کی کیا صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب: زبانِ اردو پر دسترس رکھنے والے لوگ اصلاح میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ میڈیا میں دیگر شعبوں کی طرح اصلاحِ زبان کا ایک شعبہ قایم ہونا چاہیے، جس میں شامل افراد (زبانِ اردو پر دسترس رکھنے والے) میڈیا

پر نشر ہونے والی تحاریر، تقاریر، خبروں اور دیگر مندرجات پر نظرِ ثانی کے ذریعے اغلاط کی تصحیح کر سکیں۔ تاکہ نشر ہونے والی زبان ممکنہ طور پر اغلاط و بد تہذیبی سے پاک اور معیاری ہو۔

سوال نمبر۵: کیا الیکٹرانک میڈیا (بالخصوص نجی چینلز) نے اردو بول چال کو متاثر کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! بلاواسطہ اور شدید متاثر کیا ہے۔ عوام کی اکثریت الیکٹرانک میڈیا کی ناظر ہے۔ یہاں استعمال ہونے والی اردو زبان ہی سماج میں تیزی سے ترویج پا رہی ہے۔